صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز سوموار مورخہ 15 اپریل 2019ء بمطابق 09 شعبان المعظم 1440 ہجری دوپہر دو بجکر پچپن منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محمود جان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ۔

فَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ وَمَن تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۚ إِنَّهُۥ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ o وَلَا تَرْكَنُوٓا۟ إِلَى ٱلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ فَتَمَسَّكُمُ ٱلنَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ مِنْ أَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ o وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ طَرَفَىِ ٱلنَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ ٱلَّيْلِ ۚ إِنَّ ٱلْحَسَنَٰتِ يُذْهِبْنَ ٱلسَّيِّـَٔاتِ ۚ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّٰكِرِينَ o وَٱصْبِرْ فَإِنَّ ٱللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ ٱلْمُحْسِنِينَ۔

(ترجمہ): سو (اے پیغمبر) جیسا تم کو حکم ہوتا ہے (اس پر) تم اور جو لوگ تمہارے ساتھ تائب ہوئے ہیں قائم رہو۔ اور حد سے تجاوز نہ کرنا۔ وہ تمہارے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ اور جو لوگ ظالم ہیں، ان کی طرف مائل نہ ہونا، نہیں تو تمہیں (دوزخ کی) آگ آ لپٹے گی اور خدا کے سوا تمہارے اور دوست نہیں ہیں۔ اگر تم ظالموں کی طرف مائل ہو گئے تو پھر تم کو (کہیں سے) مدد نہ مل سکے گی۔ اور دن کے دونوں سروں (یعنی صبح اور شام کے اوقات میں) اور رات کی چند (پہلی) ساعات میں نماز پڑھا کرو۔ کچھ شک نہیں کہ نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ ان کے لیے نصیحت ہے جو نصیحت قبول کرنے والے ہیں۔ اور صبر کیے رہو کہ خدا نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ و آخِرُ الدَعْوَانا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر۔

اراکین کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل جی، ذرا Leave application: دې پسې بيا تا سو او کړئ جی۔
یہ کچھ چھٹی کی درخواستیں آئی ہیں جی: جناب مصور خان صاحب، ایم پی اے، 15 اپریل؛ جناب ظفر اعظم صاحب، ایم پی اے 15 تا 16 اپریل؛ جناب عبدالسلام صاحب، 15 اپریل؛ فیصل امین گنڈاپور صاحب، 15 اپریل؛ ریاض خان صاحب، 15 اپریل؛ حاجی انور حیات خان صاحب، 15 اپریل؛ میاں شرافت علی خان صاحب، 15 تا 16 اپریل؛ جمشید مہمند خان، 15 اپریل؛ محمود احمد خان صاحب، 15 اپریل؛ نذیر احمد عباسی صاحب، 15 اپریل؛ سید احمد حسین شاہ صاحب، 15 اپریل؛ سردار یوسف صاحب، 15 اپریل؛ محمد نعیم صاحب، 15 اپریل؛ لائق محمد خان صاحب، 15 اپریل؛ فضل الٰہی صاحب، 15 اپریل؛ مسماۃ رابعہ بصری صاحبہ، 15 اپریل؛ مسماۃ ثومیہ بی بی، 15 اپریل؛ زبیر خان صاحب، 15 اپریل۔ منظور ہیں آپ کو؟
اراکین: منظور ہیں۔

Mr. Deputy Speaker: The leave is granted. Ji, Nighat Orakzai Sahiba.

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: بہت شکریہ جناب سپیکر صاحب، تین چار دن پہلے ہمارے ملک میں پھر بلوچستان کی زمین جو ہے۔۔۔۔

جناب لیاقت علی خان: سر، کورم پورا نه دے۔

(اس مرحلہ پر کورم کی نشاندہی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: کاؤنٹ کریں، کاؤنٹ کریں۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: پورا ہے جی، کورم پورا ہے۔

(تالیاں)

رسمی کارروائی

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: تھینک یو جناب سپیکر صاحب، میں صرف پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہوں، میں آپ لوگوں کے لئے بات نہیں کرنا چاہتی ہوں سر! میری بات سنیں، آپ ان غیر

سنجیدہ ارکان اسمبلی کو سمجھائیں کہ جب ملکی سالمیت کی بات ہو رہی ہو، انہوں نے تو ملک کو بھی داؤ پر لگا دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میڈم! آپ بات کریں جی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! آج پھر میں ان بلوچستان کے شہدا کے ساتھ، ہماری تمام اسمبلی یکجہتی کا اظہار کرتی ہے، وہ تمام شہداء جن کے خون سے زمین پھر رنگ دی گئی ہے اور جنہوں نے بھی یہ کیا ہے وہ پاکستان کو Stable نہیں دیکھنا چاہتے اور جناب سپیکر صاحب! ان دہشت گردوں کے لئے بھی یہ پیغام ہے کہ تم جو بھی کرو گے، تم جتنی گولیاں چلاؤ گے ہمارے سینے حاضر ہوں گے لیکن پاکستان ہمیشہ قائم اور دائم رہے گا۔ جناب سپیکر صاحب! اس پر تو ایک ریزولیوشن بنتی ہے کہ ایک مذمتی ریزولیوشن لے کر آئیں اور دوسرا جناب سپیکر صاحب! ایک ہمارے ملک میں ایسا غیر سنجیدہ آدمی خالد مقبول کے نام سے کہ وہ سندھ کو توڑنے کی بات کر رہا ہے، میں اس اسمبلی فلور سے اسے یہ بتانے کی کوشش کروں گی اور اسے یہ باور کراؤں گی کہ تم اپنا پھٹا ہوا ڈھول لے کر کہیں اور چلے جاؤ، کیونکہ یہ پاکستان ہے، نہ خیبر پختونخوا ٹوٹے گا، نہ پنجاب ٹوٹے گا، نہ بلوچستان ٹوٹے گا اور نہ سندھ ٹوٹے گا، جناب سپیکر! یہ پاکستان لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کے نام پر بنا ہے، یہ ملک ٹوٹنے کے لئے نہیں یہ ملک تمام دنیا پہ حکمرانی کے لئے بنا ہے اور یہ ملک ہمیشہ قائم اور دائم رہے گا۔ خالد مقبول کو اگر سندھ یا کوئی اور صوبہ توڑنے کی اگر اتنی ہی خواہش ہے تو وہ انڈیا چلا جائے، وہ را کا ایجنٹ ہے، وہ افغانستان چلا جائے، جہاں کا وہ ایجنٹ ہے، وہ کہیں Russia چلا جائے جہاں کا وہ ایجنٹ ہے کیونکہ ہم یہاں پہ اس ملک میں کسی را کے ایجنٹ کو نہیں چھوڑیں گے، ہم یہاں پہ کسی بھی ایسے شخص کو سی آئی اے کے ایجنٹ کو نہیں چھوڑیں گے، ہم ملک توڑنے والوں کے خلاف متحد ہو کر ان کے منہ پر اتنے طمانچے ماریں گے کہ وہ خود یہ ملک چھوڑ کر چلا جائے گا، پاکستان نہیں ٹوٹے گا۔ تھینک یو جناب سپیکر۔

جناب عنایت اللہ: جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی عنایت اللہ صاحب۔

جناب عنایت اللہ: تھینک یو جناب سپیکر صاحب! نگہت اورکزئی صاحبہ نے انتہائی اہم ایشو کے اوپر نکتہ اٹھایا ہے اور ہزارہ کمیونٹی کا اس طرح سے قتل عام ہوا ہے اور یہ پہلی مرتبہ نہیں ہے بلکہ پانچویں مرتبہ یہ واقعہ ہوا ہے کہ ان کو ٹارگٹ کیا گیا ہے۔ شکسپیئر کا ایک ڈرامہ ہے 'Hamlet' اس کے اندر ایک جملہ ہے

کہ There is method in this madness، یعنی اس Madness کے اندر ایک Method ہے، یہ بائی ڈیزائن ہے، یہ ویسے Madness نہیں ہے، تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو Madness ہے اس کے اندر ایک ڈیزائن ہے، ایک Method ہے اور یہ کام جو ہو رہا ہے یہ کام اس طرح نہیں ہو رہا ہے کہ ویسے ہی کوئی آ جاتا ہے، یہ پاکستان کو Destabilize کرنے کا ایک ذریعہ اور Tool ہے۔ دیکھیں اس وقت اس سائڈ پہ ہمارا ایران ہے جہاں شیعہ کمیونٹی ہے، شیعہ ملک ہے، دوسری سائڈ پہ افغانستان ہے کہ جہاں ہزارہ کمیونٹی موجود ہے، پھر بلوچستان کے اندر ہزارہ کمیونٹی موجود ہے، ہمارے اس پاکستان کے اندر 12 فیصد شیعہ کمیونٹی موجود ہے، یہ پورا جو کام ہے وہ اس لئے ہو رہا ہے کہ پاکستان کو اندر سے کھوکھلا کیا جائے، پاکستان کو اندر سے کمزور کیا جائے، پاکستان کے اندر یہ جو Sectarian divide ہے اس کی Monster کو ہوا دی جائے اور اس کو بڑھکایا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی Responsibility بنتی ہے، اس سے پہلے امن وامان کے اوپر ہماری گفتگو ہوئی تھی، اس میں میں نے یہ بات کہی تھی کہ ریاست کی جو بنیادی ذمہ داریاں ہیں وہ لوگوں کو جان و مال کا تحفظ دینا ہے، جو ہماری شریعت کے اندر بھی پانچ مقاصد ہیں، مقاصد شریعہ، اس کے اندر دو مقاصد ایسے ہیں کہ لوگوں کی جان و مال کو تحفظ دینا اور لوگوں کے مال کو تحفظ دینا یہ ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے، اگر ریاست یہ بنیادی ذمہ داری ادا نہیں کرتی ہے تو اس ریاست کی Justification ختم ہو جاتی ہے، وہ اپنا جواز کھو دیتی ہے، اس لئے یہ ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ یہ جو قتل عام ہو رہا ہے، یہ جو مسلسل ایک کمیونٹی کو ٹارگٹ کیا جا رہا ہے اس کی تہہ تک پہنچیں اور اس کے جو نتائج ہیں، ان پر بھی پہنچیں اور اس کے پیچھے جو عزائم ہیں اس کے اوپر بھی پہنچیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تک جو Response ہے وہ مجھے ٹھیک نہیں نظر آ رہا ہے۔ میرا خیال ہے اسمبلی کے اندر یہاں سے کوئی جوائنٹ ریزولیوشن جانی چاہئیے، یہاں سے مطالبہ کرنا چاہئیے اور اس کمیونٹی کے ساتھ ہمیں ہم آہنگی کا اظہار کرنا چاہئیے، ہم اس کمیونٹی کے ساتھ ان کے دکھ درد میں شریک ہیں، ان کی طرف سے دھرنا ہے اور پچھلے تین دنوں سے وہ کوئٹہ کے اندر بیٹھے ہیں اور ڈیمانڈ کر رہے ہیں کہ پرائم منسٹر صاحب آ جائیں اور ہمیں سنیں اور اس سے پہلے بھی وہ اپنی لاشوں کو نہیں اٹھا رہے تھے، انہوں نے اپنی لاشوں کو سڑکوں کے اوپر رکھ دیا تھا کہ ان لاشوں کو اس وقت تک وہ نہیں اٹھا رہے تھے کہ جب تک حکومت کی طرف سے ان کو ایشورنس نہیں ملی تھی، اس لئے میں نگہت بی بی نے جو نکتہ اٹھایا اس کی بھرپور سپورٹ کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ جو امن قائم ہوا ہے اس امن کو دوبارہ سبوتاژ

کرنے کی یہ سازش ہے اور یہ ہماری Collective responsibility ہے، چاہے اپوزیشن کے اندر ہوں، ٹریژری بینچز کے اندر ہوں تو اس پہ اپنی آواز بھی اٹھائیں اور حکومت سے مطالبہ کریں کہ اس حوالے سے بھرپور اقدامات کرے اوران کے تحفظ کو یقینی بنائے، میں آپ کا مشکور ہوں، جناب سپیکر۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> زه خو وایمه جی چې کومه نکته دغې اوچته کړې، میډم اوچته کړې ده، که تاسو یو جوائنټ ریزولیوشن راوړئ په شریکه باندې، حکومت او تاسو نو په هغې باندې به خبره اوکړو. بابک صاحب، خبرې اوکړئ جی.

<u>جناب سردار حسین:</u> شکریه جناب سپیکر! ستاسو شکریه ادا کوؤ. نګهت بی بی شکریه ادا کوؤ چې دا ډیره زیاته اهمه نکته هغوی را پورته کړه او بیا ریکویسټ به ممبرانو ته کوؤ چې دا ظاهره خبره ده د ممبرانو اختیار وی چې کورم پوائنټ آؤټ کړی خو دومره اهمه نکته باندې خبره کیدله نو کم از کم لږ Common sense هم Use کول پکار دی، زما دا خیال دے چې د هغې نه بیا واضح توګه باندې پته لګی چې مونږ څومره سنجیده یو او داسې ماحول Create کول نه دی پکار چې یو پورا کمیونټی چې د هغوی په هر کور کښې ویر دے نو ظاهره خبره ده پاکستان دننه د پاکستان شهریان دی او بیا مونږه هم دغه کولے شو چې هغوی سره تعزیت اوکړو هغوی سره همدردی اوکړو او بیا څنګه چې نګهت بی بی خبره اوکړه او عنایت الله خان خبره اوکړه جناب سپیکر! هغوی په احتجاج دی، پکار دا وه چې وزیر اعظم صاحب هلته تلے وے، پکار دا وه چې صدر صاحب هلته تلے وے، پکار دا ده چې وفاقی وزیران صاحبان هلته تلے وے او دا کار خو په تسلسل کښې روان دے جناب سپیکر! زما دا خیال دے چې که یو طرف ته دهشت ګردی روانه وی، دا ډیر لوئے ظلم دے خو بل طرف ته که مونږ ذمه وار خلق دا خبرې ګول مول کوؤ او کهلاؤ نه وایو نو زما خیال دا دے چې دا د هغې نه لوئے خیانت دے جناب سپیکر، دلته که مونږه اوګورو په تیرو څلویښت کالو کښې شیعه کمیونټی چې ده هغه ډیره زیاته متاثره شوه، امام بارګاه باندې د هغوی حملې کیږی، د هغې مشران لیډران چې دی، هغوی باندې حملې اوشوې، دا چې هزاره کمیونټی چې ده جناب سپیکر، ډان اخبار خو رپورټ لیکلے دے عنایت الله خان ته به پته وی چې دا خدائے خبر چې بدقسمتئ نه څویمه حمله ده، څویمه حمله ده او په هره حمله کښې څلویښت پنځوس، شپته خلق چې دے هغوی شهیدان

کیږی جناب سپیکر، دې ریاست کښې بلوچ هم دغه حال دے او په دې ریاست کښې پښتنو سره هم دغه حال دے او سړے بیا د ریاست بیانیه ته حیران شی، بیانیه ته جناب سپیکر، دلته بیا سوالونه را پورته کیږی جناب سپیکر، دلته بیا بغاوت طرف ته اولس روان شی او بیا د جبر په ذریعه باندې هغه آواز چې دے هغه دباؤیږی جناب سپیکر، دا ډیر لوئے ظلم دے او مونږ دا ګڼړو چې د ریاست ډیر غیر ذمه داره واکداران چې واکداران دی، صاحب اقتدار دی، مقتدر قوتونه دی خو دومره غیر ذمه داره دی چې د دې ریاست دننه چې کوم مشکلات دی، کومې مسئلې دی، په کومه طریقه چې Tackle کول غواړی، په کومه طریقه چې هینډل کول غواړی، په کومه طریقه چې حل کول غواړی، هغه په نورو نورو طریقو حل کوی او هغه بغاوت سیوا کیږی۔ نن ته میران شاه ته اوګوره د خلقو سیلاب را اوځی، نن ته د بلوچو علاقې ته اوګوره هلته بغاوت دے، د هزاره کمیونټی چې ده دا بغاوت، نن په دې د ریاست په دې ټول اولس کښې بهراو دننه مونږ په وثوق سره دا خبره کولے شو چې د دې ریاست هر باضمیره، ذی شعوره انسان تر دې مرئ راغلے دے خو څوک دا خبرئ کوی جناب سپیکر، او څوک دا خبرے نه کوئ، څلویښت کاله دا د ریاست بیانیه ده، طالبان به جوړ کړی، مجاهدین به جوړ کړی، د دنیا به اجرتی قاتلان راولی، دلته به ئے کښینوی او بیا به لس کاله پس د هغې اعتراف کوی او چې دا لس کاله مخکښې چې مونږ کوم کار کولو دا غلط وو۔ په افغانستان کښې به د روس او د امریکې جنګ وی، د دې ځائے نه به ورله اشرې ځی، ټوپکې به ورله ورکوی، شل کاله مخکښې به بیا د دې ملک وزیراعظم هم اعتراف کوی، د دې ملک به بیا صدر هم اعتراف کوی، د دې ملک به بیا آرمی چیف هم اعتراف کوی، د دې ملک به بیا د انټیلی جنس ادارو مشران هم اعتراف کوی چې دا مونږ په پردی جنګ کښې ورتاؤ شوی وو۔ جناب سپیکر! د پښتو متل دے، متل دے او دا بالکل په ډاګه وایو "چې پټ غل باچا دے"، باچا، دا څنګه دهشت ګرد دی چې نه ختمیږی؟ دا څنګه دهشت ګردی ده چې نه ختمیږی او دوئ دې قوم ته وائی ولې نه؟ پکار دا ده چې دا دشمن خو د قوم هم دشمن دے، دا د ریاست هم دشمن دے، دا د ریاستی ادارو هم دشمن دے، دا د حکومتونو هم دشمن دے،

ټول په یو پیچ یو، سوال جناب سپیکر، نن دلته دا دے چې آیا خدائے مکړه خدائے مکړه، بیا مکړه، دا ریاست کمزورے دے؟ نو مونږ خو اورو، مونږ خو اورو، ایټمی قوت یو، مونږ سره دومره وسائل دی چې مونږ دا دعویٰ کوؤ چې هندوستان فتح کوؤ، کله وایو افغانستان فتح کوی او حال مې خپل دا دے چې حجره مې محفوظ نه کړه، جماعت مې محفوظ نه کړو، مدرسه او سکول مې محفوظ نه کړو، مشر مې محفوظ نه کړو، جناب سپیکر، دا به نن څنګ چې نن عنایت الله خان اووئیل چې دا خو د ریاست بنیادی ذمه داری ده آئینی چې هر بشر له هر شهری له د هغه سر د هغه جان او د هغه مال له به تحفظ ورکوی، آیا دلته د چا تحفظ شته؟ روزانه ټارګټ کلنګ دے جناب سپیکر، نن چې دنیا تنظیمونو، نن چې دنیا مونږه ته ګوتې نیسی، په مونږ قدغن لګوی، په مونږ پابندی لګوی جناب سپیکر، په دیکښې هیڅ شرمندګی نشته، دا منل پکار دی چې مونږ دلته هغه تحفظ نه دے ورکړے چې کوم تحفوظ ورکول زمونږ ذمه داری دی او بسم الله کول پکار دی دا ټول قوم به دې حکومت او دې ریاست سره ولاړ وی، نه به په چا باندې د بغاوت او د غدارئ الزامونه لګی او نه به چاله بې ځایه سزاګانې ملاؤیږی او نه به څوک داسې، جناب سپیکر، عجیبه غوندې خبره ده، دا چې کوم Missing خلق دے، د دنیا په یو قانون کښې داسې نشته چې Missing خلق دے د هغوې ورثاء ته وینا پکار ده چې ستا دا فرد د کورنئ په دې دې جرم کښې ملوث دے، شپږ کاله اوشو، اته کاله اوشو چې د پاکستان په کوم ښار کښې ته ګرځې، هلته ماشومانو زناؤ کتبې نیولې وی جناب سپیکر، زنانه ناستې وی، د هغې خاوند لاپته وی د لسو کالو نه، زنانه ناسته وی، د هغې بچے ځوے دا لاپته وی جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، نن وخت راغلے دے، دا په دې نه کیږی چې د پاکستان خلاف سازش دے او ما کمزورے کوی نو ما څوک کمزورے کوی، ما څنګه کمزورے کوی، ما د چا په ذریعه کمزورے کوی، دا خبرې ولې پټوی، دا دوئ د چا نه پټوی؟ جناب سپیکر! دا مونږه منو خو دا برملا وایو چې په دې ریاست دننه دا د بعضې مقتدر قوتونو دا کاروبار دے، دا بدامنی د هغوې کاروبار دے، دا خراب حالات ساتل دا د هغوې روزګار دے

او دا روزګار د تیرو څلویښت کالونه دے جناب سپیکر، باید چې مونږه او تاسو ټول، ټول سیاسی جماعتونه جناب سپیکر، که لګه توجه اوشوه۔۔

Mr. Deputy Speaker: Arbab Sahib, order in the House, House in order.

جناب سردار حسین: جناب سپیکر! وخت راغلے دے، وخت وخت چې مونږ په جار د ریاست وفادار خلق، وفادار خلق، هغه خلق چې په مختلفو شکلونو باندې لګیا دی، د دې بدامنی نه، د دې تشدد نه، د دې دهماکو نه، د دې جنګونو نه دا د هغوی کاروبار دے، کاروبار دے جناب سپیکر، ریاست تباه شو، ریاست بدنام شو، ریاست خطرناک حده پورې معاشی او سیاسی او اقتصادی بحران سره مخ دے او بل طرف ته هغه خلق بیا هم لګیا دے، بیا هم لګیا دے د خپلو هغه Vested interest د هغې مفاداتو تحفظ کوی او لګیا دی جناب سپیکر هغوی، لهذا بالکل زه د نګهت بی بی د دې خبرې سره بالکل اتفاق کوم چې یو مشترکه قرارداد راوړل پکار دی خو زه د دې اسمبلۍ په فلور باندې د پاکستان هر وفادار شهری ته، هر وفادار شهری ته اپیل به کومه چې نور خاموشه پاتې کیدل نه دی پکار، (تالیاں) بالکل نه دی پکار، څه چل دوئ کولے شی خو بیا دهماکې کوی، بیا به دے په نیب نیسی، بیا به دے معاشره کښې شرموی، بیا به دے ذلیله کوی نو د قام د پاره خو دومره قربانی پکار ده کنه، د وطن د پاره خو دومره قربانی پکار ده کنه۔ سوال دلته دا دے چې دا ریاست د افغانستان په ایریا باندې ما باړ اولګولو، په سونو اربه روپۍ پرې او لګیدے په سونو اربه، دا دهشت ګرد جیکټ کوم ځائے جوړیږی، د دهشت ګر د د کوم ځائے نه راځی؟ په دې ملک کښې بې شمره انټیلی جنس ادارې دی، د هغې انټیلی جنس ادارو کار دا دے چې هر سیاسی مشر پسې لګید لې دی، دے چرته ځی چرته نه ځی، څوک ورسره راغے، چې کوم کار دے هغه نه کوی۔ جناب سپیکر! نن خو دا د ملک ریاست په دې ټولو انټیلی جنس ادارو په کارګزارئ باندې سوالیه نشان دے۔ دا کوم بجټ چې د دفاع په نامه ځی د هغې نه تپوس شته، نه ئے آډټ شته، نه ئے احتساب شته جناب سپیکر۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بابک صاحب! په دې باندې که تاسو څنګه خبره اوکړه چې جوائنټ ریزولیوشن پرې راوړئ، په هغې باندې خبره اوکړئ۔

جناب سردار حسین: جناب سپیکر! زه خپله خبره راغونډوم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب سردار حسین: دا د زرګونو لکھونود اولس جناب سپیکر، د لږ وخت د پاره دا سوچ پکار دے چې د کومو کورونو نه جنازې پورته شوې، نن د هغې کورونو د ورثاء حالت به څه وی؟ جناب سپیکر! دا زمونږه د ټولو ذمه داری ده، دا منل پکار دی چې دا ریاست ما او تا او هر شهری له په تحفظ راکولو کښې بالکل ناکامه دے او دا ریاست له منل پکار دی جناب سپیکر، هله به دا کیږی۔ مونږ بالکل دهشت ګردی خلاف ټول سیاسی جماعتونه مونږ په جار ولاړ یو ان شاءالله ریاست سره که خیروی خو دا چې کومه ډرامه ده، دا به ختمدل پکار وی او دې خلقو له به تحفظ ورکول غواړی ګنی جناب سپیکر، دا ډیره ګرانه ده۔ پرون به تاسو، او دا ډیره عجیبه خبره ده، په وزیرستان کښې په لکھونو خلق راوتے دے خو د پاکستان میډیا هغوی له یو سیکنډ کوریج نه ورکوی، نه که کوریج ورته ملاؤ نه شی آیا دا بغاوت به دباؤ شی؟ دا به دباویږی نه، دا نن په وزیرستان کښې په لکھونو خلق راوتل، سبا به سوات کښې رااوځی، بله ورځ به په کوهستان کښې رااوځی، بله ورځ به په چمن کښې رااوځی، بله ورځ به ژوب کښې رااوځی جناب سپیکر، دا بغاوت دے، دا بغاوت د ریاست خلاف دے، دا بغاوت د ریاست د ناکردو خلاف دے، دا بغاوت دا د ریاست د ناکامئ خلاف دے او دا دې ریاست اومنی، په ځائے د دې چې خلق کچلاؤ کړی، خلق بدنام کړی، خلق مړه کړی، دا د ریاست پاکستان اومنی چې ریاست پاکستان ناکامه دے او خپلو شهریانو له دې تحفظ ورکړی جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سلطان، سلطان صاحب۔

جناب سلطان محمد خان (وزیر قانون): تھینک یو، مسټر سپیکر سر۔ چونکه ایجنډا باندې خو نور څه دغه دی خو زمونږه آنریبل ایم پی اے صاحبه نګهت اورکزئ صاحبه هغوی یو ډیره Important issues را اوچته کړه نو مونږه هم ځکه په هغې باندې

څه اعتراض نه کوؤ ځکه دا ډیره Important issue ده، بابک صاحب هم پرې خبرې اوکړې او نور چې کوم چې دلته کښې ممبران دی هغوی پرې هم خبرې اوکړې، پکار دا ده بس په دې باندې مونږه اوس دا ډسکشن اوکړو او خپلې ایجنډې اړخ ته راشو نو زه به هم چونکه دې هاؤس کښې یو نیم وخت داسې یو دغه راشی، پوائنټ راشی چې په هغې کښې خبره د اپوزیشن او د حکومت نه وی، خبره یوه اصولی خبره وی، د ملک د استحکام خبره وی، د ملک د سیاست نه بالاتر یوه خبره وی، نو زه هم په هغې Context کښې چونکه دا خو ټولې خبرې چې اوشوې، دا وفاقی حکومت سره تعلق ساتی، زمونږ صوبه کښې دا واقعه نه ده شوې، بلوچستان کښې شوې ده خو چونکه ډیره اهم ده، (قطع کلامیاں)
تاسو خیر دے خبره خو واؤرئ کنه نګهت بی بی، ډیره زیاته اهم، زما د خولې نه خبره مه اخلئ، دا یوه قومی ایشو ده نو ځکه مونږه هم دا ټهیک اوګنړل چې په دې اسمبلئ کښې بحث اوشی، زما عرض دا دے جی هزاه کمیونټی په دوئ باندې دا چې کومه دا بم دهماکه شوې ده نو په هغې کښې هزاره کمیونټی سره تعلق چې کوم ساتی هغه خلق پکښې زیات شهیدان شوی دی خو مونږ له دا نه دی هیرول پکار چې په دیکښې چې کوم په هغوی باندې په ډیوټئ چې کوم ایف سی اهلکار وو هغه هم پکښې شهید شوے دے، دا هم مونږه نه دی هیرول پکار چې کوم هلته کښې مری قبائل سره تعلق ساتلو، هغه هم، زما د خبرې مقصد دا دے چې دا مونږه له Categorized کول نه دی پکار، دا څومره چې دغلته کښې شهادتونه شوی دی، دا زمونږه د دې ملک اوسیدونکی دی، دا زمونږه د دې ملک خلق دی، د دې ملک د آئین او قانون د لاندې د دوئ خپل حقوق دی او زه سر لړ شان تاریخی پس منظر ته ځم، دا هزاره کمیونټی چې کومه نن په کوئټه کښې آباده ده او د دوئ خپل باقاعده یو Neighborhood دے، یو Enclave دے، په هغې کښې د ډیرو د سونو کالونه دوئ هلته کښې آباد شوی دی، دوئ جناب سپیکر! د تاریخ په یوه موقع باندې دوئ د افغانستان نه هجرت کړے دے او د هلته هم دوئ ځکه هجرت کړے وو چې په هغې وخت کښې، په هغې زمانه کښې او چې کوم د هغې وخت حکومت وو، دا د سلګونو کالو زړه خبره ده، په دې باندې هلته کښې دوئ Persecute کیدل، د دوئ خلاف هلته کښې یو مهم را اوچت شوے

وو، ډیر خلق چې کوم دی دوئ د کمیونټي هغه هلته کښې هغوی قتل کړے شوی وو او په هغوی زیاتیانې کیدې نو دې قوم تاریخی طور دې هزاره برادرئ چې کوم ده دوئ هجرت اوکړو او دوئ راغلل په کوئټه کښې آباد شو، نو دا نن چې کوئټه کښې آباد دی نو دوئ د سلګونو کاله مخکښې هم د دغې زیاتیانو دلاسه راتښتدلی وو او دلته کښې په کوئټه کښې دوئ پناه اغستې وه، نو ډیر د افسوس خبره ده که نن هلته کښې دوئ ټارګټ کیږی چې کوم خلق پاکستانیان ټارګټ کوی، زه به داسې اووایم، دا ټول پاکستانیان دی، که هغه ایف سی والا دی، که هغه هزاره کمیونټي والا دی او که هغه بګټی یا مری قبائل دی، هغه که هر څوک دی، دا پاکستانیان دی، چې کوم فورسز پاکستانیان ټارګټ کوی دغه فورسز ته دا پته لګی چې پاکستان د دې خطې یو ډیر اهم ملک دے، دې فورسز ته دا هم پته لګی چې پاکستان کښې په بلوچستان کښې او په ټول پاکستان کښې چې کوم Economic activities شروع شوې دی او شروع کیدو والا دی، که دا چرې کامیاب شو نو پاکستان به څومره ترقی کوی، دا هغه فورسز دی چې پاکستان مخې نه پریږدی. زما به ریکوسټ خپل ټول معزز ممبرانو ته دا وی چې په دې وخت کښې دا زمونږه ملک دے، دا زمونږه خلق دی، که هغه په بلوچستان کښې دی، که په سندھ کښې دی، که خیبر پختونخوا کښې دی، که پنجاب کښې دی او که په هر ځائے کښې دی، دا زمونږه خپل خلق دی، دا زمونږه خپل ملک دے، مونږه به د دې په شریکه باندې تحفظ هم کوؤ، زمونږه چې کوم سیکورټي فورسز دی نو مونږ به ټول هغوی سره اودریږو په دیکښې، د هغوې خپله ډیوټي ده، هغوې لګیا دی خپله ډیوټي کوی، مونږه هم چې کوم دے نو د دې ملک د پاره ولاړ یو، مونږه د ملک په سیکورټي د ملک په استحکام باندې مونږه ټول په یو پیج باندې یو، د داسې واقعاتو مونږه مذمت کوؤ، دا پکار دا ده چې نور هم حکومت خپل، دا ښه خبره ده، حکومت له پکار ده چې خپل انټیلی جنس زیات مضبوط کړی، حکومت ته پکار دی چې خپل Anti-terrorism یا Counter terrorism چې کوم Activities دی، هغه دې زیات مضبوط کړی خو دا به زه اووایمه جی چې نن دا واقعات چې کوم کیږی دا هغه آخری واقعات دی، د هغې آخری واقعات دی چې څنګه مونږه په یو ټائم کښې د دې دهشت ګردئ خلاف

دې ټول قوم يو مقابله او کړه خو دا هغه آخرينی سلګئ دی چې هغوی دا کوشش کوی چې کوم امن قائم شو چې خدائے مه کړه خدائے مه کړه د دې ملک دا امن خراب کړے شی، نو ان شاءاللّٰه دا ورته د دې فلور آف دی هاؤس نه وايو چې مونږه پاکستان ټول په يو پيج ولاړ يو، مونږټول په دې د ملک د استحکام د پاره ټول يو يو او يو موټے يو، يو اتفاق دے او ان شاء اللّٰه چې کوم امن مونږ په دې ملک کښې راوستے دے داسې يونيمه واقعه چې کوم کيږی ډيره افسوس ناکه ده، ان شاءاللّٰه د دې د پاره به ټول په شريکه حکومت او ټول قوم اولس به رااوځی او کوشش به کوی چې دا قسمه واقعات په دې ملک کښې بيا اونه شی، مذمت ئے کوؤ او دې ځائے نه مونږه د دې اسمبلئ نه هم مونږه دا خبره کوؤ چې دغه خلق دې نشاندهی د دوئ اوشی، دوئ دې Arrest کړے شی، دوئ ته دې چې کومه سزا ده چې په کتاب کښې ده، سخت نه سخته چې کومه سزا ده دا دې ورته ملاؤ شی او به ديګر د دې د پاره داسې اقدامات واغستے شی چې داسې واقعات بيا اونه شی۔ مهربانی جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: په دې ايجنډا باندې به راشو جی، خبرې ډيرې اوشوې۔ آئټم نمبر 5، کال اټينشن نوټس جی۔

(قطع کلامیاں)

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: جناب سپيکر صاحب! زه په يو پوائنټ آف باندې خبره کول غواړمه۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: او به ئے کړئ جی، د هغې نه پس به خبره اوکړئ جی، لږ په ايجنډا به هم راشو، ايجنډا هم۔۔۔۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: جناب سپيکر صاحب! ماله ايک منټ موقع راکړئ۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: يومنټ جی، موقع درکومه جی، موقع درکومه جی۔

توجہ دلاؤنوٹس ہا

Mr. Speaker: Call Attention Notice: Mr. Sardar Khan, MPA Sahib, to please move his call attention notice No. 256. (Interruption) Call attention notice, Mr. Sardar Khan, MPA, to please move his call attention notice no. 256.

دا کال اټینشن نوټس ما اناؤنس کړو جی۔ کال اټینشن نوټس ما اناؤنس کړو هغوی دې خپله اوکړی بیا تاسو اوکړئ جی۔ کال اټینشن نوټس ما اناؤنس کړو چې هغوی اوکړی۔ جناب سردار خان صاحب۔

<u>جناب سردار خان:</u> شکریہ جناب سپیکر صاحب، میں وزیر برائے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیاتی کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ میں پی کے 3 کا منتخب نمائندہ ہوں اور میرے حلقے نیابت میں آئے روز مختلف سکیموں میں غیر منتخب افراد مقامی ایم این اے کی ایماء پر افتتاحی تقریب منعقد کرتے ہیں جو کہ نہ صرف میرے لئے بلکہ متعلقہ محکموں کے لئے مسائل پیدا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ہمارے سیاسی کارکنوں کے درمیان بھی ایک دشمنی اور انا کی فضاء پیدا کرنے کی وجہ بنتی ہے، لہٰذا اس عمل کو فی الفور بند کیا جائے اور اس قسم کی تمام صوبائی سکیموں میں متعلقہ ایم پی اے اور محکمہ کے ایماء پر حق کو ہر صورت میں شامل کیا جائے تاکہ عوام اور ورکروں میں فساد کی کیفیت ختم ہو سکے، شکریہ۔

جناب سپیکر صاحب! چې زمونږ په پی کے 03 حلقې کښې Ongoing سکیمونه چې روان دی د هغې غیر منتخب کسان راځی افراد او د هغې افتتاح ګانې کوی هغه زمونږ د پاره ډیره بې مناسبه خبره ده، مونږ ډیر زیات د صبر و تحمل نه کار اخلو، زمونږه ایم این اے چې دے هغه حیدر علی خان، هغه ډیر محترم د هغه به قدر کوؤ، عزت به ئې کوؤ خو صوبائی نمائنده دے هغه د صوبائی ترقیاتی فنډ چې دے د هغې بروقت معائنه د هغې د افتتاح هغه د صوبې د وزیر اعلیٰ، وزیر اعلیٰ صاحب، د صوبائی وزیر صاحب د محکمې مقامی ایم پی اے، ایم این اے او ایم پی اے هم دواړه هغوی موقعې له تلے شی، کولے شی خو داسې ورکر او کارکن ته پریښودل غواړی چې هغې نه څه تشدد او نقصانات جوړ شی، په دې باندې فوری طور تاسو نوټس واخلئ، د دې معزز ممبران ټول ناست دی معزز ایوان کښې، دا د هر یو حق جوړیږی چې د هغوی صوبائی ترقیاتی پروګرام کښې کوم سکیم روان وی هغه ډیپارټمنټ سره خبره اوکړی او هغه لاړ شی او هغه کار چیک کړی۔ نو زمونږ د پاره هغه ایم این اے هم محترم دے، یوځائې به څو، هغې کښې پارټی او سیاست مونږ نه کوؤ، نمائندګی به ان شاءالله په سچائی باندې کوؤ خو غیر منتخب افراد چې دی، هغې باندې تاسو نوټس واخلئ او هغه بند کړئ۔ شکریه۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وقار خان کوی بیا تاسو اوکړئ جی، وقار خان کوی جی، وقار خان۔

جناب وقار احمد خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریه سپیکر صاحب! د ټولو نه اول خو زه تاسو له په عمرې باندې مبارک بادی درکومه۔ څنګه چې زما دې ورور خبره اوکړه مونږه دا نه غواړو جی چې په سوات کښې دلته کښې چې کوم یو ایم پی اے راغلے جی، هغوی له عوامو مینډیټ ورکړے او هغوی قابل احترام دے څنګه چې زمونږ دا ټریژری بنچ دا ورونړه هم قابل احترام دی، پکار ده دغسې د اپوزیشن ممبر هم عواموورله ووټ ورکړے او دې اسمبلئ دې فلور ته رالیږلے خو د بده مرغه هلته کښې داسې کسان دی چې هغوی نه غواړی چې دا دغه چې دے نو دا په افهام وتفهیم وچلیږی۔ زه د دې خبرې سره سل په سل سپورټ کوم جی او ستاسو په توسط د حکومت نه دا مطالبه کوم او ستاسو نه رولنګ هم غواړمه چې کوم ایم این اے صاحب چې وی پکار ده چې ایم پی اے صاحب پکښې هم اوغواړی، مونږ دا نه وایو، دا د عوامو حق دے، د عوامو سکیمونه دی نو پکار ده چې د عوامو سکیمونه دی او د عوامو حق وی نو پکار دے چې ایم پی اے په هغې کښې هم شامل وی خو غیر منتخب خلق چې هغه هیڅ قسم څه رول نه لری او هغه ځی او هلته کښې د روډونو افتتاح ګانې کوی، نو دا زما خیال دے د حکومت د پاره هم باعث تضحیک ده او د هغې منتخب ایم پی اے د پاره هم باعث تضحیک ده، نو زما دا ټریژری بنچز نه دا خواست دے چې څه شوی دی هغه شوی دی، مونږ دا نه وایو، مونږه دا ټوله خبره د عوامی مسئلې دی، عوامی سکیمونه دی د عوام د فلاح د پاره دی، پکا ر ده چې په هغې کښې منتخب ایم پی اے هم شامل شی، ایم این اے پکښې هم شامل شی او په شریکه افتتاح اوشی ځکه چې دا عوام د پاره دی، د چا د ذات د پاره نه دی، که دا صوبائی فنډ وی نو پکار دا ده چې دا صوبائی منتخب ایم پی اے حق دے که د فیډرل ګورنمنټ نه څه سکیم راځی نو هغه د ایم این اے حق دے خو که د صوبائی حکومت وی، اے ډی پی نه سکیم وی او د هغه دغه ذاتی نه وی نو پکار دا ده چې دا خبره دا کوم Discrimination چې کیږی چې محکمو ته دا هدایت اوشی

چې آئنده د پاره داسې عمل اونکړی څکه چې هر سړے بنه او بد لری جی او عوام هر طرف ته دی، دواړه طرف ته ورکران دی نو داسې فضاء جوړه نه شی چې د هغې نه امن و امان مسئلې جوړې شی، نو زما دا خواست دے چې آئنده د پاره مستقبل د پاره تاسو داسې یو رولنگ اوکړئ چې داسې څه مسئلې نه راځی چې د هغې نه د امن و امان مسئلې پیدا کیږی، ستاسو ډیر مهربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خوشدل، تاسو هم په دې خبره کوئ جی، خوشدل خان صاحب۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: سپیکر صاحب! ډیره مننه ستا، یو درې ورځې کیږی چې زما د PK-70 سوړیزئی بالا کښې ناصر موسیٰ زئی صاحب افتتاح کړې ده او هغه فنډ شهرام ترکئی صاحب ته هم وایمه، د هغوی توجه هم غواړمه، شهرام ترکئی صاحب! توجه غواړم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شهرام صاحب۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: چې هغه صوبائی فنډ دے د پی ډی اے په تهرو باندې استعمالیږی، زمونږه سوړیزئی بالا کښې یو روډ او د هغې افتتاح درې ورځې ما سره هغه اخبار هم شته دے، د هغې افتتاح ایم این اے ناصر موسیٰ زئی کړې ده، ماته د هغه ځائې ورکرو او تنظیمونو ټیلی فون اوکړو چې مونږ دوئ افتتاح ته نه پریږدو څکه چې دا فنډ مطلب دے دا صوبائی فنډ دے او دا د پی ډی اے په تهرو باندې استعمالیږی، دې سره د ده څه کار نشته دے خو بهرحال ما هغوی ته اووئیل چې پریږدئ او دې کړی، که داسې مطلب دا دے چې هغه Cheap popularity gain کول غواړی هغه بیله خبره ده، د دې نه څه نه جوړیږی، عوام ته پته ده چې کار کولو والا څوک دے؟ نو زه دا د هغوی نوټس کښې هم راولم چې هغوی سره پی ډی اے افسران هم تلی وو نو آیا مطلب دا دے چې څنګه زمونږه ملګرو هم اووئیل سپیکر صاحب! ستاسو خپله یو حلقه ده، تاسو هم یو مینډیټ اغستے دے، هغه ځائې نه راغلی یئ چې ستا په حلقه کښې بل سړے ایم این اے کار کوی یا سینیټر او هغه فنډ هم پردے وی، صوبائی فنډ وی نو دا څه بنه خبره ده یا دا کوم یو رورولی یا د کوم اصول او د اخلاقو دغه دے؟ نو په دې باندې تاسو یو رولنګ ورکړئ، ګنی دې نه به یو لویه جګړه جوړه شی څکه که

ما هغه وخت کښې تنظیم والوته وئیلے وے ، ما ملګرو ته وئیلے وے نو دے به ئې پریښے هم نه وو او یو لویه جګړه به ورنه جوړه وه، نو دا مطلب دا دے شهرام ترکئی صاحب ته هم دا خواست کوم چې په دې باندې تاسو نوټس واخلئ، ستاسو پی ډی اے افسران هم ورسره تلی دی، حلقه زما ده، ماله قوم مینډیټ راکړے ، زه قوم دې له راستولے یم او راځی به یو سړے هغه دې لاړ شی مونږ له دې بجلی ټهیک کړی، هغه دې لاړ شی مونږ له دې ګیس ټهیک کړی چې دا د فیډرل ګورنمنټ سبجیکټس دی، دا د ډیویلپمنټ کار دا خو زمونږه دے یا دې هغه لاړ شی سنټر نه دې فنډ راوړی چې هر څه دې پرې کوی خو کم از کم د دې صوبائی زمونږ بجټ دے او مونږ چې دے منظور کړے دے او هغه پرې راځی نو پیټې کټ کوی، نو دا ډیر د شرم خبره ده، دا ډیره مطلب دا دے چې نا مناسب خبره ده چې یو سړے دغه کوی، په دې باندې تاسو رولنګ ورکړئ۔ ډیر مهربانی۔

Mr. Deputy Speaker: Minister concerned, Minister concerned, Minister concerned, Shehram Tarakai, Sahib.

جناب صلاح الدین: سپیکر صاحب! زه خبره اوکړم بیا به دا ټولو په یو ځائې دوئ جواب ورکړی۔

جناب ډپٹی سپیکر: درې سپلیمنټری اوشوې جی، بس خبرې پرې اوشوې جی۔ شهرام ترکئی صاحب۔

جناب شہرام خان(وزیر بلدیات): بس زه به د ټولو د پاره جواب درکړم خیر دے ، زه به د ټولو جواب۔

جناب عنایت اللہ: دے به انګلش کښې خبره کوی او دوئ ته به تاسو انګریزئ کښې جواب ورکوئ۔

وزیر بلدیات: ده له به سلطان خان ورکړی انګریزئ کښې جواب، زما انګریزی لږه کمزورې شوې ده۔ شکریه جی۔ ایم پی اے صاحب خبره اوکړه، بالکل هر الیکټډ سړے چې کوم دے نو قابل قدر دے او د هغه خپل یو عزت دے ، خپل یو مقام دے او دا دوئ چې کوم غم ژاړی نو لږ غوندې تاریخ کښې شاته ځمه، د اے این پی دور وو، دلته یو ممبر وه نوم ئې جاوید ترکئی وو، زما تره وو او هغه له خلقو ووټ ورکړے وو خو دې ځائې نه به چې کوم واکداران تلل، بهرحال دا کار به

مونږ کؤو نه، خو صرف لږ هستری کېښي ځم، نالج د پاره وایم، د دې ځائې نه به چې کوم واکداران تلل نو هلته به ئې پرې اعلان کولو چې کوم سړے Rejected دے دا خو لا بیا هم ایم این اے دے، خلقو ورله ووټ ورکړے دے، دا ایم پی اے دے هغه ایم این اے دے او حکومت ئے دے وفاق کښې، صوبه کښې، هلته به Rejected سړے تلو او هلته به ئے افتتاح کوله او هلته به ئے دا وینا کوله چې ستاسو دا ایم پی اے دے، دا چې کوم دے خلقو Reject کړے دے، نو چې کله څیزونه بدل را بدل شی، پوزیشن بدل شی، سړی ته احساس اوشی، مونږ ته بالکل احساس دے، مونږه اخوا وو دوئ دیخوا وو، نن مونږه دیخوا یو دوئ اخوا دی خو دې خبرې سره اتفاق کؤو چې اؤ یو ایم پی اے دے د هغه یو عزت دے، د هغه یو مقام دے، بل خوا ایم این اے دے د هغه هم پارټی ده، دلته ئے هم حکومت دے هلته ئے هم حکومت دے، لږه به دوئ هم گزاره کوی خیر دے خو د دوئ خپل یو مقام دے، خیر دے کنه ایم پی اے صاحب، ما ته واوریدلې، اوس ته، ستا د درد نه زه تیر شوے یم، ډیرې سختې په مونږ تیرې شوې دی بلکه بابک صاحب ناست دے ډیر زبردست دوئ سره به پکښې ما کله نا کله دغه هم کولو او د دوئ ډیر Positive response وو، دا به هم Floor of the House وایم But مونږ به هغه کار خیر دے نه کوؤ خو د دې درد احساس راته شته ځکه چې ډیره گرانه وه، نو مونږ به ان شاءالله کوشش کؤو، دا نوټ شو، زه به پی ډی اے ته هم او وایمه خو خپلو کښې یو Working relation هسې هم یو ایم این اے و ایم پی اے که هر یو پولیټیکل پارټی ده لږ ډیر یو بل سره دغه پکار دے، بل ورکران خو جذباتی، چې نه پرېږدم او دا او هغه، نو که بیا یو نه پرېږدی نو بیا به بل ورکرر اوځی بیا به هغه هم نه پرېږدی، مونږ هم دا چغې مغې ډیرې وهلې دی، نه پرېږدو او دا دی او هغه دی، خو بیا چونکه لیډران وو، مشران وو د هغه ځائی نو هغه خپل ورکر به مو چې څنګه ایم پی اے صاحب ډیر زبردست کار کړے دے هغه خپل ورکر به هم Calm کوؤ، Quite کوؤ ځکه مونږ ته پته وه چې د حکومت خپلې مجبورئ دی، خپل حساب کتاب ئے دے نو په دې باندې نه ده، لکه هغه کار بیا چې ریزلټ راتلو په بل الیکشن کښې نو زمونږه پوزیشن پرې ډبل شوے وو، په دې باندې بالکل زه تاسو سره اتفاق کوم، که ایم این اے ئے کوی که ایم پی اے

ئے کوی، په دې باندې هیڅ فرق ووتړ ته نه پریوزی او اوس د سیاست Dynamics هم بالکل بدل دی، بهرحال پوائنټ دې نوټ شو، زه به بالکل پی ډی اے ته وایم، زما تاسو سره په دې خبره باندې اتفاق دے۔ Your point was noted, thank you

<u>Mr. Deputy Speaker</u>: Call attention notice, Ms. Shagufta Malik, MPA, to please move her call attention notice No. 113.

<u>محترمہ شگفتہ ملک</u>: تھینک یو، مسٹر سپیکر۔ میں وزیر برائے محکمہ زکواۃ وعشر، سوشل ویلفیئر کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتی ہوں، وہ یہ کہ خیبر پختونخوا چائلڈ پروٹیکشن کمیشن جو کہ یونیسف کے تعاون سے 2011 تک چل رہا تھا اور یونیسف نے مذکورہ کمیشن چلانے کے لئے 31 دسمبر 2018 کا ٹائم دیا تھا اور 31 دسمبر 2018 کے بعد حکومت کو چلانے کے لئے کہا جو کہ یہ ابھی بارہ اضلاع میں بند ہو گیا ہے، چونکہ گورنمنٹ کے پاس پیسے بھی موجود ہیں اور اس فنڈ کی Approval بھی ہے لیکن گورنمنٹ اس کو چلانے میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہی، لہٰذا اس معزز ایوان سے درخواست ہے کہ مذکورہ مسئلے کا حل تلاش کرے اور اب تک کئے گئے اقدامات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

سپکر صاحب! زه په دې لږ شان خبره ځکه چې چائلډ پروټیکشن چې کوم دے تاسو ته پته ده چې حکومت کوم دا کمیشن جوړ کړے نو هغه اتا نومس باډی وو او هغې کښې چې کوم د دې مشر به ټاکلے کیدو، که هغه به چائلډ پروټیکشن افسر وی، که هغې یو کمیشن وی د هغې د پاره چیئرپرسن یا چیئرمین ټاکلے کیږی نو دا د هغه سره اختیار وی او هغه بیا، دا رولز دی چې هغه به په څلور میاشتو کښې دننه دننه د دې میټنګ هم کوی، دا ضروری ده خو ډیره د افسوس خبره دا ده چې څلور کاله اوشو جی چې د دې کوم چائلډ پروټیکشن آفیسر دے څلور کاله اوشو چې هغه نشته دے۔ اوس زه په دې نه پوهیږم چې کله نه د دې دا افسر چې دے دا دوئ نه ټاکی نو د دې مقصد دا دے چې کوم دا کمیشن جوړ شوے دے او مونږ بار بار په اسمبلئ کښې پاڅو او دا خبره کوؤ چې د ماشومانو سره زیادتی کیږی او ځائے په ځائے دغه ماشومان چې دی هغه مونږه که د Rape cases ګورو، هغه مونږه مختلف داسې کیسز ګورو که هغه جینکئ دی که هغه هلکان دی خو مقصد دا دے چې د دې حکومت سنجیدګی زه بار بار دا خبره ځکه کوم چې زمونږه هغه حکومت چه هغوی همیشه دا خبره کوی چې مونږه

دا اختیار عواموته ورکړے دے ، تاسو اوګورئ جی چې په دې کمیشن کښې جی
چې کوم خلق وو، کوم ځوانان وو، هغه بې روزګاره شو، ظاهره خبره ده چې په
دیکښې دولس په ضلعو کښې دا یونټس چې کوم جوړ کړے شوے وو، یونیسف
هغې بند کړے شول، نو یو خو دا ده چې په دیکښې کوم خلقو کار کولو، کوم
سټاف وو، هغه خلق بې روزګاره شول، بل دا ده چې د دې مقصد څه وو، چې دا
کمیشن مونږ جوړ کړے څه د پاره وو نو دا هم ډیره د افسوس خبره ده چې دې
حکومت چې کوم زمونږ وزیر اعلیٰ صاحب دے نو زیات ډیپارټمنټس چې دے
هغه خپل ځان سره ساتلی دی، اوس که د هغوی سره ټائم نشته دے نو پکار دا ده
چې دا ټول زمونږه معزز ممبران چې کوم د حکومت واکداران ناست دی، پکار
ده چې بل چا ته Responsibility ورکړی ځکه چې د وزیر اعلیٰ صاحب سره هم
دا ټائم نشته چې هغې د دې د پاره میټنګ را اوغواړی او هغه میټنګ بیا
Postponed شی، بیا د دې د پاره میټنګ را اوغواړی بیا Postponed شی، نو
مطلب دا چې دا کوم ډیپارټمنټ دے نو دا د دې هرڅه نه محرومه پاتې دے ، نو
زما دا خواست دے چې یو خو چې دا کوم دوه لس ضلعې دی، په دیکښې دا کوم
یونټس بند شو، د دې د پاره څه سرکاری حکومت حوالې سره دا خبره هم ده چې
پیسې ایښودې شوې دی چې پیسې ایښودې شوې دی او دوئ سره Already فنډ
هم شته، نو بیا ولې هغه چې کوم دے بند کړی شوی دی؟ او د دې چې کوم دا
سټاف دے د هغوی چې دا کومې مسئلې دی ځکه چې هغوی یو Protest کوی،
ظاهره خبره ده جی چې تاسو خبره کوئ چې مونږ به روزګار ورکوؤ، اوس څومره
چې مونږ ګورو نو په هر ډیپارټمنټ کښې خلق بې روزګاره کیږی نو ستاسو هغه
دعوې څه شوې چې کومې خبرې کیدې؟ بس دا مې تاسو ته خواست دے چې په
دې باندې تاسو یا خو دا کمیټئ ته ریفر کړئ ځکه چې خپله په دې کمیټئ کښې یم
چې د دې لږ تفصیل سره هغه اوکړو خو یو خبره زه دا افسوس سره زه بیا کوم، لاء
منسټر ناست دے چې زه په دې نه پوهیږم چې دا سټینډنګ کمیټئ تاسو جوړې
کړې څه د پاره دی؟ یا خو دې مونږ ته دا وضاحت اوشی چې دا سټینډنګ کمیټئ
چې دی دا تاسو دې د پاره جوړې کړی دی چې او اته میاشتې اوشوې اوسه
پورې د سټینډنګ کمیټو میټنګ ځکه نه کیږی چې څه بزنس نشته، زه دا خبره ډیره

په افسوس کوم چې کله هم دې اسمبلئ ته دې فلور ته یو کوئسچن راشی، یو ایشو راشی نو په دې باندې تاسو سره دومره ټائم نه وی، بل د دې چې کوم کنسرنډ منسټر دے هغه په فلور موجود نه وی، هغه بل منسټر پاځی، هغه تیار ے نه وی شوے نو پکار خو دا ده چې تاسو دا خبره اوکړئ سپیکر صاحب! تاسو دا رولنګ ورکړئ چې دا سټینډنګ کمیټئ دا دې د پاره جوړې دی چې څومره مسئلې راځی، مونږه خو په حکومت کښې پاتې شوی یو، مونږ پنځه کاله کتلې دی جی، کله هم داسې نه ده شوې، د چا کوئسچن چې راغلے دے، کوم ممبر چې پاڅیدلے دے او هغه خواست کړے دے چې دا کوئسچن دې کمیټئ ته اولیږلے شی، دلته به ډیر داسې زاړه ممبران ناست وی، هغوی به ګواه وی، کله هم داسې نه د شوې چې د یو ممبر په خواست باندې هغه کوئسچن، هغه مسئله سټینډنګ کمیټئ ته نه ده تلې، خو زه ډیر په افسوس سره دا خبره کوم چې زمونږ لاء منسټر کیدې شی دا ټاسک ورکړے شوے وی چې که دا کوئسچن یا دا ایشو ته اولیږې نو دا ستاسو ناکامی ده، ناکامی ده، دا ستاسو ناکامی نه ده جی، دا دلته چې څومره مسئلې تاسو ته راځی او بار بار زمونږه دا ممبران پاځی او هغوی دا خبره کوی چې زمونږمسئلې نه حل کیږی، د هغې وجه دا ده چې تاسو سټینډنګ کمیټئ کښې ستاسو کردار نشته، تاسو لیږئ نه، نو دا مې تاسو ته خواست دے او دا زه لاء منسټر ته بار بار وایم چې تاسو خواست اوکړئ خپلو کسانو ته چې ایشو چې دے دا تاسو کمیټئ ته لیږئ جی، ډیره مننه۔

Mr. Deputy Speaker: Minister concerned, Sultan Khan.

جناب سلطان محمد خان (وزیر قانون): تهینک یو، مسټر سپیکر۔ سر، زه دا کال اټینشن نوټس چې کوم ایشو باندې راغلے دے دا خو زه اوس ئې تاسو ته وائم کوم چې دا سټینډنګ کمیټئ دا خبره اوشوه جی نو دیکښې زما په خیال هیڅ داسې څه پابندی نشته د سټینډنګ کمیټئ چې کوم چیئرز دی که هغوی میټنګ راغوښتے شی پکار خو دا ده زه پخپله د لاء پارلیمنټری آفیئرز د سټینډنګ کمیټئ چیئرمین ووم په دې تیر پینځو کالو کښې په هغې کښې خو دا ده چې اولنے میټنګ خو دې د پاره پکار ده را اوغواړی چې د هغې خپل ډیپارټمنټ چې کوم ورسره دے د هغې بریفنګ واخلی، په هغې باندې ځان پوهه کړی چې یره د دې ډیپارټمنټ

څنګه چې منسټر راشی او خپل د ډیپارټمنټ بریفنګ اخلی دغه شان پکار ده چې دې ته دې انتظار نه کوی چې د دې ځائے نه به یو سوال ریفر کیږی، اول خو دا میټنګ راغوښتل پکار دی، د دې بریفنګ اخستل پکار دی، که چا نه وی کړے، زما به ریکویسټ Floor of the House دا وی چې کومو چیئرپرسنز نه دی کړے، هغوې دې دا میټنګز رااوغواړی. دویمه خبره دا ده چې د سټینډنګ کمیټیانو که تاسو دې رولز کښې د هغې مینډیټ اوګورئ نو هغې ډیر وسیع مینډیټ دے، صرف دې حده پورې نه ده چې ورته د هاؤس نه یو کوئسچن ریفر شی نو هغه به ګوری Even پالیسی جوړولے شی، پالیسی Recommend کولے شی. د هغې نه علاوه مانیټرنګ یو فنکشن شته دے، په ډیپارټمنټس باندې هسې هم تاسو میټنګ راغوښتے شئ، ډیپارټمنټ هره میاشت ئے راغواړئ، تاسو چا منع کړی نه یئ، هره میاشت ئے راغواړئ، هره هفته ئے راغواړئ، د هرئ هفتې کارکردګی ترئ نه باقاعده اخلئ چې تاسو څه کوئ لګیا یئ، نو دغه څه مسئله نشته دے، یو خو ما دا کلیئر کول غوښتل، دویمه خبره دا ده جی چې بالکل زه دا ایشورنس ورکول غواړم چې مونږه دا نه ده چې په ړندا کهاته کښې بس مونږ دلته کښې دا یو فیصله کړې ده چې یو ایشو به هم سټینډنګ کمیټئ ته نه ځی تاسو که دا سمبلئ ریکارډ رااوخلئ نو څه ایشوز سټینډنګ کمیټو ته لاړ شی، څه د پاره پارلیمنټری کمیټئ مونږ ځومره ډیرې جوړې کړې، زما په خیال که ریکارډ را واخلې دومره پارلیمنټری کمیټیانې به په تاریخ کښې نه وی جوړې شوې چې کوم مونږه دلته کښې جوړې کړې، مونږه خو چرې هم د کمیټیانونه تښیدلی نه یو خو خبره دا ده جی چې زمونږه هم دلته کښې یو View point دے، مونږه هم چې محصوصوؤ چې یو ایشو دومره ده چې هغې کښې نور مخکښې انوسټی ګیشن پکار دے نو هغه دې لاړ شی سټینډنګ کمیټئ ته خو چې یو ایشو دومره وی نه، نو هغه زمونږه یو رائے ده، مونږ د هغوی د رائے احترام کوؤ، پکار دا د هغوی زمونږ د رائے احترام اوکړی، زه د دې خو جی جواب ماسره دے، بالکل دا ایشو اهم ده، دیکښې څه شک نشته ځکه چې دا کوم چائلډ پروټیکشن اینډ ویلفیئر کمیشن چې کوم دے نو دا داسې ډیوټی کوی، د دوئ داسې ډیوټیز دی او Responsibilities دی، زما په خیال هغه ډیر زیات ضروری دی دیکښې څه

شک نشته چې دا د دې صوبې یو اهم اداره ده اوس دا هغه ټائم کښې د یونیسف په تعاون سره دې باره اضلاع چې کوم یاد کړے په دیکښې یه کار کولو لګیا وو او اوس هم مطلب دا دے هغې سسټم ختم نه دے کومه، خبره چې هغوی اشاره اوکړه د فنډز او چرته دا کوم چې دا مین پاور چې یو د هغوی هغه مشر دے او د هغې نه علاوه هم څه پوسټس داسې دی چې هغه خالی دی نو آنریبل ممبر صاحبه چې کومه هغوی یو ایشو را اوچته کړه زما په خیال په دې به خوشحاله وی چې د دوئ دا ایشو چې کله دوئ دا کال اټینشن جمع کړے وو او دا ډیپارټمنټ ته دا خبره راغله د دوئ په دې نشاندهئ باندې د دې چې کوم Next meeting agenda ده په هغې ایجنډا کښې دا دواړه خبرې فنډز ورته Already مختص شو یو خو دا خبره ده، هغه ایشو خو Resolve شوه، صرف دومره ده چې کوم د دوئ هغه میټنګ وی هغې نه به ئے توثیق کوی، هغه هم په ایجنډا کښې شامل کړل۔ دویم چې کوم د دې دغه دے د Staff related چې کومې مسئلې دوئ یادې کړې دا هم د دې Next meeting په دې ایجنډا کښې شامل دی چې دا Next meeting چونکه دا به چیئر کوی چیف منسټر صاحب څکه چې د چیئرمین چائلډ پروټیکشن کمیشن چیئر چې کوم دے نو هغه کنسرنډ منسټر وی، دې ځائے کښې هغه آنریبل چیف منسټر صاحب دے نو ما هغوی ته هم دا خبره نن Communicate کړې ده چې د دې میټنګ به هغوی ډیر زر را اغواړی، زما په خیال د هفته لس ورځو نه زیات لیټ نه وی او چې دا میټنګ را اوغوښتے شی، دا دواړه ایشوز په ایجنډا باندې شامل شوی دی نو زه دا ایشورنس ورته ورکوم چې ان شاءالله دا کومې مسئلې د فنډز او د سټاف دا Shortage دا به په دې Next meeting کښې Resolve شی او دا به فعال وی، دا اعلان مونږه د حکومت دا اړخ نه دا ایشورنس ورکوؤ، غواړم چې دا چائلډ پروټیکشن کمیشن چې کوم دے It is here to stay, it will remain دا به نوی چې دا به خدائے مه کړه ختمیږی چې فنډ ورته مونږه مختص کړو سټاف د پاره مو ایجنډا کښې شامل کړو نو د ختمیدو خو سوال نه پیدا کیږی، دا به فعال کوؤ او د دې چې کوم کار دے ان شاءالله دا کار به ترې نه مونږه اخلو۔ ډیره مهربانی۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر صاحب! زه یو خبره کوم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اودریږئ جی، لږ په ایجنډا راشو کنه بیا تاسو ته موقع درکوم، تاسو خبره یو ځل تاسو خبره خو اوکړه جی کنه، یو ځل کنه تاسو خبره خو اوکړه، تاسو پرې خبره اونه کړله جی؟ تاسو وختی خبره اوکړه لکه تاسو چې وئیل ما۔۔۔۔۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر صاحب! زه د دې خبرې Response ورکومه جی۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خوشدل خان صاحب، که ایجنډا باندې لږ شان راشو خوشدل خان صاحب جی، خو شارټ، شارټ کړئ جی۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: سپیکر صاحب! ډیره مننه خو ډیر افسوس دا دے چې ما له ډیر زیات افسوس راځی چې آیا دا اسمبلی ده او که دا ایډمنسټریټیو یو کمیټی ده یا د دې مونږ میټنګ کوؤ، هر سړے چې پاځی د Ruling bench نه، دا وائی ایجنډې نه به اخوا دیخوا نه ځو، ماته دې اوښائی چې کوم رول کښې دا لیکلی دی چې د اسمبلۍ ایجنډې نه به اخوا دیخوا مونږ خبره نه کوؤ؟ تاسو رول 216 اوګورئ Read with rule 225 کښې اوګورئ، دوه قسمه پوائنټس آف آرډر دی، یو وی جنرل پبلک ایشو طرف ته وی او بل طرف ته 225 لاندې چې کوم Illegality یا Irregularity راشی هغې کښې به کوؤ، ګوره جناب عالی! مونږ خلقو د دې خبرو د پاره راستولی یو، د هغوی مسائل حل کولو د پاره راستولی یو، اوس ضروری خبره نه ده چې ایجنډا کښې کوم ځیز وی نو هغه به زه کوم، زه په لاره بهډ بیرې نه راروان یم ماسره یو زیاتے اوشو په لاره کښې، ما داسې یو واقعه په لاره باندې اولیده چې هغه مطلب دے چې هغه غیر قانونی وه یا یو سړی زیاتے کولو نو زه به هغې د پاره کال اټینشن جمع کوم، زه به هغې د پاره تحریک التواء جمع کوم، هغې د پاره بیا جمع It will take so many days نو ګوره جناب عالی، دا خو زمونږه یو جرګه هال دے دا خو زمونږ جرګه ده او که زه غلطې خبرې کوم، که زه Irregular خبرې کوم، که زه Irrelevant خبرې کوم نو بیا ته ماته وایه چې Get out او که نه زه د قوم خبره

کوم، د دې د آئین خبره کوم، د قانون خبره کوم، د عوامو مسائل هغوی ما له ووټ راکړے دے، دا به زه کومه که څوک خفه کیږی او څوک دغه کیږی او که څوک ماله موقع راکوی او که نه راکوی، زه به بیا بهر میډیا کښې دغلته زه کومه، دا تاسو زمونږه په اختیاراتو باندې قدغن مه لګوئ او قانون هم داسې نشته دے جناب عالی، زه راځمه۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: خوشدل خان صاحب، تاسو تاسو خو خبره اوکړه، دا ایجنډا چې کومه ده، دا هم ستاسو ایجنډا ده، ستاسو په ریکویزیشن باندې دا جلاس کال شوے دے۔۔۔۔۔

<u>جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ</u>: نو ټهیک ده کنه۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: په هغه ایجنډا باندې خبره چې کوئ هم تاسو به کوئ نو ړومبئ خبره دا ده چې هم ستاسو ایجنډا باندې خبرې اوشی، تاسو له به پکښې مونږ موقع درکوؤ ځکه چې حکومت د طرف نه نه دے کال شوے هم تاسو کال کړے دے او په ایجنډا مونږه دریمه ورځ ده چې کوم ځائې باندې مونږه ختم کړے وو، یو Step مخکښې نه یو تلی، په هم هغه ځائې ولاړ یو، نو پکار ده چې ایجنډا باندې لاړ شو ځکه جی هم ستاسو ایجنډا ده په هغې خبرې اوشی بیا به پکښې تاسو خبرې کوئ کنه۔۔۔۔

<u>جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ</u>: دا سیشن به چلیږی دوه میاشتې، دا صرف دا یو پوائنټ نه دے بیا دې نه پس بیا به مونږ ریکویشن به جمع کوؤ، بیا جمع کوؤ، چې څو پورې زمونږ مسائل حل نه وی، ډیره بجې تاسو مونږ له راکړئ، دا تاسو درې بجې رااوتلئ دا مطلب دا دے دا چې ته سپیکر ئې، زه خپله ډپټی سپیکر پاتې شوے یم، په ټائم باندې راځه که څوک وی او که نه وی ته خپله ځان له ډیوټی کوه، تا منسټرانو ته انتظار کولو، منسټران نشته بل نشته، دا ستا ذمه داری نه ده، دا د سپیکر ذمه داری نه ده، سپیکر او د دې منسټران به خپله راځی، درې بجې تاسو کښیناستئ۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: خوشدل خان صاحب، تاسو ته کیدې شی پته وه یا نه وه، نن د کیبنیټ میټنګ وو په غلئ کښې مومندو کښې نو ستاسو د سوالونو جواب چې

منسټران نه وي، حکومتی کسان نه وي نو چا به ورکول نو د دې وجې نه Delay شوه جی۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: دې سره زمونږ څه کار نشته، مونږه مخکښې سپیکر صاحب ته وئیل چې تاسو شیډول ایشو کړئ، دا شیډول چیف منسټر ته هم پته ده، دا سلطان محمد ته هم پته ده چې نن زمونږه سیشن دے پکار ده چې دوئ کیبنټ میټنګ پرون کړے وے یا سبا ئې کړے وے یا بل سبا ئې کړے وے یا بل ټائم ئې کړے وے، دا شیډول خو زمونږه درې میاشتې مخکښې روان دے نو دا جی خبره نه ده، چې کیبنټ میټنګ دے نو مونږ به اسمبلی نه کوؤ یا به مونږلیټ ځو جناب عالی، دې سلطان محمد صاحب یو خبره اوکړه او زه هغې سره دا Agree کومه، زمونږه ایری ګیشن کمیټی ده او زمونږ ډیر محترم ورور لیاقت خان د هغې چیئرمین دے، تر اوسه پورې د هغې Introductory هیڅ قسم تعارفی میټنګ نه دے شوے، زه هغه ته خواست کومه د دې ځائې نه چې مهربانی اوکړی دا یو ډیر Important committee ده چې تاسو میټنګ د هغې را اوغواړئ، تاسو په دې باندې رولنګ ورکړئ چې مونږ کښینو هغه ډیپارټمنټ افسران را اوغواړئ چې هغوی مونږ سره تعارف اوکړی، د هغوی چې کوم هغوی سره څومره دے، دا ډیره ضروری ده، بله چې کوم خاص هغه کال اټینشن چې ما کولو هغه ډیر زیات وو سپیکر صاحب، زه نن ټاون فور ته لاړمه، ټی ایم اے سره زما څه کار وو، چې زه را اووتم یولس نیمې بجې وې نو هغلته چې زه را اووتم هغه آفس کښی، هغه شهرام صاحب څه شو؟ چې هغه زه چې را اووتمه نو سپیکر صاحب، بیس پچیس، بیس پچیس سټوډنټان ولاړ وو او څه ورسره Elders ولاړ وو او *ان کے ہاتوں میں ڈومیسائل کے فارمز تھے*، مانه ګیر چاپیر ماته وائی چې یره جی زمونږه پینځلس ورځې اوشوې چې مونږ ځو او راځو او دې ټاون فور ته او د دې چې کوم اے سی دے د هغه شهباز خټک نامه ده، هغه اول وی نه او چې راشی نو مونږ ته وائی چې یره دې سره برتھ سرټیفیکیټ نشته دے، دې سره فلانکے نشته دے، نو ما هغه نه تپوس اوکړو، ما وئیل چې یره د هغه سټینو، هغه سټینو ماله رااوتلو چې او مې کتل نو د غه وخت کښې یولس نیمې بجې وې او اے سی نه وو راغلے، بیا وائی اے سی وائی، برتھ سرټیفیکیټ مونږ نه غواړی نو ما ورته وئیل چې کوم قانون د

لاندې چې تا شناختی کارډ ورسره Attach کړو ډومیسائل سره نو بیا د برتھ سرټیفیکیټ ضرورت نشته ځکه چې هغه شناختی کارډ کښې ستا Date of birth هم دے ، ستا هغې کښې Permanent هغې کښې ستا Temporary address هم شته دے نو بیا وجه څه ده؟ ښه بیا هغه بل غریب سړی راته اووئیل چې یره زما میره سوړیزئی پایان چې کوم زما حلقه کښې راځی د هغې ویلج سیکرټری مانه نو سو روپئ غواړی د برتھ سرټیفیکیټ، چې ما تپوس اوکړو د هغې چې سرکاری کوم فیس دے د هغې سرکاری فیس جناب عالی، هغه سل روپئ دے ، نو آیا دا Exploitation کومې پورې به کیږی؟ سټوډنټانو ته تکلیف دے نو په دې باندې لږ رولنګ ورکړئ، مونږ خو هم دا ژړا کوؤ چې رولنګ ورکړئ په دې باندې، دې افسرانو نه لږ تپوس اوکړئ چې یولس نیمې بجې ته چرته ئې، کوم ځائې کښې ستا میټنګ وو او که دوئ تاسو ته وائی چې میټنګ دے نو وایه ته ماله هغه شیډول راکړه، مابه داسې تپوس کولو، مابه داسې تپوس کولو چې زه سپیکر وومه نو ما به داسې سړے راغوښتلو چې *بھئی تم مجھے بتاؤ، تم کہاں تھے تماری میں میٹنگ تھی تو کوئی شیڈول مجھے بتائیں، کوئی ایجنڈا مجھے دے دو،* نو تاسو دوئ نه تپوس اوکړئ، دا مطلب ډیر عوامو سره زیاتے کیږی د دې مطلب دا دے شهرام ترکئ صاحب دا اووئیل چې یره تاسو تیر ګورنمنټ ته اوګورئ سر، زه ډپټی سپیکر وومه او څنګه چې تاسو چې د پریویلج کمیټئ چیئر مین ئې Ex-officio د ده تره جاوید ترکئ هغه مطلب دا دے هم دغسې استحقاق راوستلو I was presiding the meeting at that time، ما هغه Accommodate کړو، هغه ما اوکړو اوس دې هم تپوس دې ورنه اوکړی نو اوس د دې دا مطلب نه دے چې تاسو زمونږ پریویس ګورنمنټ، داشوی دی دا شوی دی، ټهیک ده شوې به وی، هغوی هم کړی دی، زه دا Condemn کومه خو کم از کم اوس خو تاسو مونږ له ریلیف راکړئ، مونږ خو ځان د پاره نه غواړو او دا نه ده چې فنډ هم درنه نه غواړو، مه راکوئ فنډ، مونږ له به انشاءالله بیا هم خلق ووټ راکوی او بیا به هم راکوی او انشاءالله راراوان دور کښې به دې نه زیات سیټونه ګټو که خیر وی، خلق اوس په دې کارونو نه ورکوی، خلقو ته پته ده چې یره دوئ تش لاس دی خو کم از کم د هغه خلقو آواز به

زه اوچتوم چې کومو خلقو داسې لوئې لوئې خلق راګزار کړی دی او مونږ له ئې کامیابی راکړې ده۔ ډیره مهربانی خو په دې باندې رولنګ ورکړئ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دا دوئ چې کومه خبره اوکړه خوشدل خان صاحب چې کوم افسران په آفس کښې نه وی ناست نو زه دا انسټرکشنز ورکومه چې هغه دې خپل ټائم پابندی کوی، سحر نه چې کوم ټائمنګ دے او خپل ټائم دې Ensure کوی او کوم کس چې خپل آفس کښی په ټائم نه وونو هغه خلاف به سخت ایکشن اخستلے کیږی انشاءالله۔ جی میډم، جی جی۔

محترمہ شگفتہ ملک: سپیکر صاحب، زه مختصر خبره کول غواړم جی، منسټر صاحب، تاسو به بیا۔۔۔۔

جناب شہرام ترکئی(وزیر بلدیات): زه جی یو خبره کوم۔

محترمہ شگفتہ ملک: مانه به هیر شی جی، تاسو خو ماشاءالله حکومتی خلق ئې چې لږ یو سیکنډ دا لاء منسټر یو سیکنډ۔۔۔۔۔

وزیر بلدیات: ایم پی اے صاحبه خو دومره بوډئ نه ده چې دومره زر به ترې هیرېږی، مونږ به ورله بادام مادام خیر دے اخستل شروع کړو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شہرام ترکئی صاحب، شہرام صاحب۔

وزیر بلدیات: صرف دوئ ته Respond کوم بیا تاسو، صرف دا ریکویسټ کومه چې کوم سرکاری آفیسرز دی د هغوی ټائمنګ بالکل شته هغوی آفسونو کښې کښینی خو تاسو رولنګ که ورکوئ هم په داسې طریقې سره ورکړئ چې هغوی مخکښې خپل میټنګز وی نو که اوس وائې چې سړے به د سحر نه تر ماښامه پورې په دفتر کښی ناست وی نو هغې کښې د هغوی Schedule, unscheduled meetings راځی، اوس چیف منسټر ئې اوغواړی خامخا به ځی، منسټر ئې اوغواړی خامخا به ځی، بل څه کورټ ئې اوغواړی خا مخا ځی نو آفس کښې ناسته Must ده خو لږه دې حده پورې لږ Leive each پکار دے چې که څه میټنګز یا دغه وی On time unscheduled meetings راځی نو هغه مونږ ته هم پرابلم وی خو But we face it، بهرحال نور به هغوی چې کوم دے نو کوشش به کوی چې Maximum time به آفس کښې وی۔

جناب عنایت اللہ: سپیکر صاحب، زه یو خبره کول غواړم۔

جناب ډپٹی سپیکر: یو منټ جی، دې باندې اوس ډیر بحث نه کوؤ جی، شهرام خان جی ډیر واضحه خبره اوکړه جی او خوشدل خان هم خبره کړې ده جی، میټنګ دپاره معلوم وی پته ئې لګی چې هغه شیډول کېښې وی جی چې میټنګ کېښې وی هغه آټو میټک پته لګی چې میټنګ کېښې شته، یو وی چې هغه میټنګ کېښې نه وی نو هغه دوران کېښې دا ټپوس به کیږی جی۔عنایت صاحب، ګوره دا شے اوږدیږی۔

جناب عنایت اللہ: سپیکر صاحب، که افسر به په دفتر کېښې نه وو تا به چټ پریښودو، هغه افسر به تا ته کال بیک اوکړو، منسټر به په دفتر کېښې ناست نه وو، تا به چټ پریښود، تا ته به ئې کال بیک اوکړو، دا کلچر ختم دے بالکل، دا ایم پی اے ګان Frustrate کیږی په دې خبره باندې چې افسران نه صرف په دفترو کېښې نه کېښینی بلکه Response هم درله نه درکوی، نو دا Frustration د دې وجې نه دے، که تاسو دا اووئیل چې کوم افسر، منسټر میټنګ له تلے دے، دا د هغه ضرورت دے خو کله چې هغه ته هلته کال لاړ شی، د هغه په دفتر کېښې چټ پریښودے شی، پکار ده چې کال بیک خو اوکړی کنه۔

جناب ډپٹی سپیکر: هغوی خو هغه Satisfied کړو کنه۔

محترمہ شگفتہ ملک: سپیکر صاحب، زه صرف دا درخواست کومه چې د چا کومه ایشو وی، پکار دا ده چې بیا د هغې ممبر نه دومره تاسو بیا بل کس له چې موقع ورکوئ، اول د هغه پوائنټ آف ویو پکار ده۔ زه بالکل اتفاق کوم لاء منسټر سره، ډیره مننه او زما په خیال چې کله دا کال اټینشن لاړو نو د هغې نه پس حکومت چې دے نو ځکه زمونږه دا مقصد دے چې مونږه دې فلور ته چې کومه ایشو راوړو، د هغې مقصد دا نه دے چې مونږه به تنقید کوؤ، زمونږ مقصد دا وی چې دا حکومت چې دے دا لږ Active شی، نو د دې دپاره خو زه دا درخواست کوم، د لاء منسټر توجه به غواړم چې کومه دوئ خبره نو Exact date تاسو څه ټاکلے دے د دې دپاره، بل دا دے چې تاسو کومه کمیټی ټاکلې ده نو آیا په دېکښې تاسو ممبران، پکار ده چې دې کښې تاسو داسې ممبران واچوئ

چې هغوی په دېکښې Interested وی۔ لا ء منسټر صاحب ستاسو توجه به لږه پکار وی، زه تاسو ته دا درخواست کومه چې تاسو کومه کمیټی ټاکئ نو پکار ده چې په دېکښې څوک Interest show کوی دغه خلق، داسې نه چې کمیټی جوړه شی او هغه کمیټی بیا خپل کار نه شی کولې۔ بل دا ده چې تاسو ما ته دا وئیلې شئ چې دا کومه تاسو خبره اوکړه چې د دې دپاره فنډ، دا خو ما هم اووئیل چې فنډ هم شته د دې دپاره وزیر اعلیٰ صاحب Date هم ورکړے وو خو هغه سنجیدګی نشته دے جی، ټائم ورسره نشته دے وزیر اعلیٰ صاحب سره نو داسې څوک به Active وی، تاسو سره ممبران او نور په دې اسمبلی کښې که هغه د اپوزیشن دی او که هغه د حکومت وګړی وی، پکار ده چې تاسو Active کسان په دې کمیټی کښې واخلئ چې دا ډیره مهمه، ډیر مهم کمیټی او مهم کمیشن دے جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سلطان صاحب۔

جناب سلطان محمد خان (وزیر قانون): ٹهیک شوه جی، بس د دوئ چې کوم دا تجویز راغلو دا ډیر زیات ښه تجویز دے او دا به شامل کړم په دې دغه کښې کوم چې مخکښې دا میټنګ راروان دے (تالیاں) بالکل دا فیډ بیک به راشی جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایجنډه آئټم 7 and 6۔ یو منټ جی، لږ په ایجنډا باندې راشو، بیا تاسو خبره اوکړئ، منسټر آف لا ء په دې باندې جی د خوشدل خان ډیبیټ پاتې وو جی۔ جناب خوشدل خان صاحب، شته شته ما نامې لیکلې دی جی۔ جناب خوشدل خان صاحب۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: سپیکر صاحب ډیره مننه۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ سپیکر صاحب، آپ کا بہت بہت شکریہ۔ آج کا جو ٹاپک ہے وہ ہے مہنگائی اور بے روزگاری And these both issues are very important and they are related to the life of each and every living being. یہ ہر فرد، ہر گھر اور ہر خاندان کا مسئلہ ہے، مہنگائی اور بے روزگاری ہر گھر، ہر خاندان کے لئے اہمیت کا باعث ہے لیکن اس پر بات کرنے سے پہلے میں Pervious کچھ تو حکومت صوبائی نے جو قرضہ جات لئے تھے 2017-18 میں تو میں اس ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ پی ٹی آئی حکومت 2017-18 میں ایشیائی ترقیاتی بینک سے 80 ارب روپے کا قرضہ لے چکی ہے، آپ اندازہ لگائیں کہ 2017-18 میں گزشتہ صوبائی حکومت نے 80 ارب کا قرضہ لیا تھا

ایشیائی ترقیاتی بینک سے اور اس کا جو سود ہمیں ادا کرنا ہوگا وہ ہمیں 24 ارب 75 کروڑ روپے سود ادا کرنا پڑے گا۔ اب کیا ضرورت تھی؟ یہ بتائیں کہ 80 ارب روپے کس چیز کے لئے گئے تھے اور کیا عوام کے استعمال میں لائے گئے؟ ان سے ہسپتال بنائے گئے ہیں، اس سے کتنی یونیورسٹیاں بنائی گئیں؟ لوگوں کی تعلیم فری کر دی گئی اور کہاں پر خرچ کئے گئے ہیں؟ پھر 18-2017 جو کہ گزشتہ حکومت پی ٹی آئی کے چودہ مہینے جاتے جاتے اس حکومت نے 80 ارب روپے قرضہ اور اس پر سود جو ہے وہ ہے 24 ارب 75 کروڑ، اب ایک طرف بدقسمتی یہ ہے کہ ہماری مرکزی حکومت نے بھی قرضے لے لئے ہیں اور اب یہاں ہم نے بھی شروع کئے ہیں تو اب جب ہمارا ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو دو قسم کے قرضے ادا کرنے پڑیں گے، ایک مرکز کا قرضہ اور ایک صوبے کا اور پھر دیکھنا یہ ہے کہ آیا 80 ارب روپے کیا ہیں؟ سر! صرف بی آر ٹی پراجیکٹ کے لئے کتنا قرضہ لیا گیا ہے 33 ارب 50 کروڑ روپے کا قرضہ اور وہ بی آر ٹی جو سب پر اور پشاور کے لئے خصوصاً درد سر بن چکا ہے اور لوگ اس سے اتنی پریشانی و مشکلات سے دوچار ہیں کہ ہم بتا نہیں سکتے ہیں اور اس کے لئے انہوں نے 33 ارب اور قرضہ، دیکھیں جناب عالی! قرضہ اس وقت لینا چاہیئے جب ایسا آئٹم ہو بغیر اس کے زندگی نہیں گزرتی ہے، اگر آپ کو تعلیم کے لئے، بچوں کے لئے لینا ہے تو آپ لے لیں کیونکہ اگر آپ کہتے ہیں یہ پی ایچ ڈی کرے گا، یہ ایم ایس سی میں داخلہ نہیں لے گا تو آپ قرض لے سکتے ہیں، آپ کے جو Fundamental rights ہیں Guaranteed by the Constitution ہیں، اس کے لئے آپ لے سکتے ہیں لیکن اس کے لئے نہیں کہ آپ ایسے کام کے لئے لے لیں جس سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں یا کسی ایک علاقے کو فائدہ، دوسرے صوبے کو نہ ہو۔ جناب عالی! میں اس فورم میں یہ وضاحت سے کہتا ہوں کہ میگا پراجیکٹ سے ملک میں خوشی نہیں آتی ہے، میگا پراجیکٹ سے صوبے میں خوشی نہیں آتی ہے، اگر خوشی آتی ہے تو جب غریب خوش ہوتا ہے اور غریب اس وقت خوش ہوتا ہے جب اس کی ہانڈی آگ پر ہو، جس کا چولہا آن ہو، جس کے بچے تعلیم، جس کے بچے کو روزگار ملتا ہو لیکن یہاں پر ہم نے بلین ٹری کو دیکھ لیا، ہم نے یہاں بی آر ٹی کو دیکھ لیا، یہاں ہم نے مالم جبہ کو دیکھ لیا ہے، ایسے بڑے بڑے میگا پراجیکٹس سے میرے بچے کو کیا فائدہ پہنچ رہا ہے؟ میرا بچہ تو وہی بھوک سے سوتا ہے اور بھوک پر جاگتا ہے، ان کو آج آپ دیکھ لیں، دکانوں میں ہمارے بچے وہ دکاندار کے ساتھ ہوتے ہیں، کیا ہماری آنکھیں بند ہیں؟ آپ دیکھیں حیات آباد میں گنے کی ریڑھی پر بیٹھ کر ایک بچہ پانچ سال چھ سال کا بچہ ہوتا ہے اور وہ بنگلوں کے سامنے گندگی میں کام کرتے ہیں اور اس کو کرتے ہیں، کیا یہ قرضہ ان بچوں

کے لئے لیا گیا ہے، ان بچوں کے مستقبل کے لئے لیا گیا تھا؟ کہ آپ ایک بی آر ٹی کے لئے جو ایک کرپشن کا نشان ہے، جو اس صوبے کے لئے ایک مصیبت بن چکا ہے۔ جناب عالی! میں صرف، یہ پٹرولیم کی مصنوعات پر بات ہو رہی ہے، پٹرولیم مصنوعات پر مزید اضافہ ریونیو بڑھانے کے لئے پٹرولیم مصنوعات پر سترہ پرسنٹ جی ایس ٹی اضافی ٹیکس بڑھایا گیا ہے، سر! ایک ہم Already GST دے رہے ہیں لیکن اب انہوں نے ریونیو کو بڑھانے کے لئے سترہ پرسنٹ مزید کر دیا تو اس پر حشر کیا ہو گا؟ عوام پر کیا اثر پڑے گا؟ اب آتے ہیں ڈیوٹی ڈیزل پر آٹھ روپے فی لیٹر، اٹھارہ روپے فی لیٹر اور پٹرول میں فی لیٹر چودہ، آپ اندازہ لگائیں، پہلے جو آٹھ روپے فی لیٹر تھا وہ اٹھارہ، It means دس روپے فی لیٹر اضافہ ہو گیا، اب جب ڈیزل مہنگا ہو گیا تو ہماری تمام مہنگائی اس کے پیچھے آ جائے گی، آپ دیکھیں مزدور کی اجرت اس وقت بہت ہی کم ہے جس سے وہ اپنے گھر کی ضروریات بڑی مشکل سے پوری کرتا ہے،، بچوں کی تعلیم کا مسئلہ ہے، ان کی اچھی صحت کا مسئلہ ہے تو یہ ان کے لئے زندگی مشکل ہوتی جا رہی ہے، اشیاء ضرورت کی ہر چیز مہنگی ہوتی جا رہی ہے، سبزیوں کی قیمت کو دیکھیں کہ مٹر 54 پرسنٹ مہنگے ہو گئے اور کیلے 45 پرسنٹ اور بسوں کا کرایہ 47 پرسنٹ مہنگا ہوا، جناب عالی! دیکھیں، ہم اس حکومت کے ساتھ گھاس بھی کھانے کے لئے تیار ہیں، بھوک تو کیا گھاس بھی کھائیں گے لیکن اگر یہ قرضے نہ لیتے لیکن جس طرح یہ الزام لگاتے ہیں پچھلی حکومتوں پر کہ انہوں نے قرضے لئے ہیں، تو آپ کیوں قرضے لیتے ہیں، آپ کیوں آئی ایم ایف کے پیچھے دوڑ رہے ہیں، ان کے پاؤں پر پڑ رہے ہیں، آپ کو کیا ضرورت ہے اور آپ میں اور گزشتہ حکومتوں میں کیا فرق رہ گیا ہے؟ آپ کو نہیں لینا چاہئیے تھا، ہم آپ کے ساتھ بھوکے رہنا چاہتے ہیں لیکن جب آپ بھی قرضے لیتے ہیں اور وہ بھی قرضے لیتے تھے تو آپ اور ان میں فرق کیا ہے؟ تو جناب عالی! اسی طرح اس حکومت کا یہ نعرہ ہے کہ ہم ایک کروڑ Employment دیں گے، آپ مجھے یہ بتائیں، ہاؤس میں مجھے یہ بتائیں ریسپانڈ میں کہ ان آٹھ مہینوں میں کتنے لوگوں کو آپ نے روزگار دے دیا اور آپ نے روزگار کے لئے کیا میکنزم بنایا ہے، کس طرح آپ ایک کروڑ ملازمین بھرتی کریں گے، کس قانون کے تحت کہاں پر کارخانے لگائیں گے، کیا کریں، وہ تو بتا دیں کہ میکنزم آپ کے پاس کیا ہے؟ اب آپ یہ کہہ رہے ہیں تو جناب عالی! اگر ہم یہ کہیں کہ اب ایک بیچارے غریب آدمی کے لئے اس ملک میں زندگی گزارنا بھی مشکل ہو گیا، تو یہ مجھے جواب دے دیں کہ آخر اس ملک کا کیا بنے گا، اور کس لئے؟ ډیره شکریه، ډیره مننه، مهربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نگہت اور کرزئی صاحبہ۔ نام میں نے لکھے ہوئے ہیں، سب کے سیریل نمبر پر ہیں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: سپیکر صاحب! کچھ اعداد و شمار ہیں، میں اتنی لمبی تقریر تو نہیں کروں گی لیکن جب ہمارے ملک میں، جبکہ آپ لوگ کہتے ہیں کہ ملک ہم لوگوں نے لوٹا یعنی کہ پیپلز پارٹی نے اور نواز شریف کی گورنمنٹ میں، تو میں یہ جو ایماندار لوگ ہیں ان کا خلاصہ بھی پیش کرنا چاہوں گی اور جو یہاں پر ایماندار حکومت آئی ہے تو ان کی بھی ذرا تھوڑی سی بات کروں گی۔ جناب سپیکر صاحب! جب ملک لٹ رہا تھا، جب ملک لٹ رہا تھا تو اس وقت پٹرول کی قیمت 64 روپے تھی اور جب ریاست مدینہ آئی، جب ریاست مدینہ آئی تو پٹرول کی قیمت ایک سو چار روپے ہو گئی۔

ایک رکن: ایجنڈے پر بات کریں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر! اسی پر آ رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کراس ٹاک نہ کریں، کراس ٹاک نہیں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! اس پر بھی میں، بلکہ اس پر میرا کال اٹینشن Sorry ایڈجرنمنٹ موشن موجود ہے کہ جب بین الاقوامی طور پر جب ایک بیرل کی قیمت 64 ڈالر ہوتی ہے تو تب بھی یہاں پر پٹرول مہنگا ہوتا ہے اور اگر 74 ہوتی تو تب بھی مہنگا ہوتا ہے، جناب سپیکر صاحب! اس بحث میں نہیں جاؤں گی کیونکہ ایڈجرمنٹ موشن موجود ہے، مجھے نہیں پتہ کیوں نہیں آ رہی؟ کیونکہ اگر 64 ڈالر پر بیرل ہے، اگر بین الاقوامی تو جناب سپیکر! یہاں پر چالیس روپے کا پٹرول ہونا چاہیئے فی لیٹر، جناب سپیکر صاحب! پھر جب ملک لٹ رہا تھا تو گیس کی قیمت ایک سو روپے تھی اور جب مدینہ کی ریاست آئی تو گیس ایک سو ستر روپے غریب کے لئے ہو گئی۔ جناب سپیکر صاحب! ایک غریب کے لئے جب ملک لٹ رہا تھا تو آٹھ سو روپے بجلی کا بل تھا اور جب ریاست مدینہ آئی تو غریب کے لئے دو ہزار روپے ہو گیا، جناب سپیکر صاحب! جب ملک لٹ رہا تھا تو کھاد کی قیمت 2400 روپے تھی اور جب مدینہ کی ریاست آئی تو کھاد 3500 روپے ہو گئی۔ جناب سپیکر صاحب! جب ملک لٹ رہا تھا تو چاول کی قیمت 3000 روپے بوری تھی اور جب ریاست مدینہ کی حکومت آئی تو چاول 4500 روپے کا ہو گیا۔ جناب سپیکر صاحب! جب ملک لٹ رہا تھا تو آٹا 600 روپے بوری تھا اور جب مدینہ کی ریاست آئی تو آٹا 1450 روپے ہو گیا، جناب سپیکر صاحب! جب ملک لٹ رہا تھا تو ڈالر 100 روپے تھا اور جب۔۔۔۔

Mr. Deputy Speaker: House in order.

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: اور جب ریاست مدینہ کی حکومت آئی تو ڈالر 145 روپے ہو گیا، جناب سپیکر صاحب! جب ملک لٹ رہا تھا تو سونا 45000 روپے تھا اور آج جب مدینہ کی ریاست ہے تو سونا 74000 روپے فی تولہ ہو گیا ہے، جب ملک لٹ رہا تھا تو سٹاک مارکیٹ جو ہے وہ 5300 پہ تھی اور آج آپ کی سٹاک مارکیٹ جو ہے وہ کریش ہو چکی ہے۔ جناب سپیکر صاحب! جیسے کہ میرے Colleague نے بات کی، جب ڈالر مہنگا ہوتا ہے تو روپے کی قیمت نیچے گرتی ہے اور جب روپے کی قیمت نیچے گرتی ہے تو جو مزدور پندرہ ہزار روپے اگر کما رہا ہے مہینے کا تو اس کا مطلب ہے کہ اس کے پاس سات ہزار روپے رہ گئے ہیں کیونکہ ایک ڈالر کے بڑھنے سے چالیس روپے کٹ گئے، آپ کے پاس سو میں سے ساٹھ روپے رہ گئے، جناب سپیکر صاحب! اگر آج ایک غریب، میں اتنی Technalities میں نہیں جاؤں گی لیکن جب ملک لٹ رہا تھا، جب پاکستان کو لوٹا جا رہا تھا تو اس وقت غریب بڑے آرام سے کھانا بھی کھا رہا تھا، نہ کوئی احتجاج تھا، نہ کسی قسم کا کوئی کاروبار سے لوگ ہٹ رہے تھے، آج ہر کاروباری آپ کو سڑک پہ نظر آئے گا، آج ہر وہ بزنس مین آپ کو سڑک پہ نظر آئے گا بلکہ لوگ اپنا بزنس یہاں سے وائنڈ اپ کر کے باہر جا رہے ہیں کیونکہ یہاں پہ ایک ڈالر جو ہے وہ ختم ہو گیا ہے۔ جناب سپیکر صاحب! ابھی تو ایک اور نئی بات آئی ہے اور وہ نئی بات یہ ہے کہ ریاست مدینہ میں سٹیٹ بینک کا جو چارج ہے وہ آئی ایم ایف کو دے دیا گیا ہے، جناب سپیکر صاحب! جب ہم ملک کو لوٹ رہے تھے اس وقت سٹیٹ بینک کا چارج کسی نے بھی آئی ایم ایف کو نہیں دیا تھا، ابھی سنا ہے، ابھی سنا ہے کہ سات روپے بجلی اور مہنگی ہو گی، ابھی سنا ہے کہ گیس کی قیمت اور بڑھے گی اور جناب سپیکر صاحب! جب گیس کی قیمت بڑھتی ہے اور جب پٹرول اور ڈیزل کی قیمت بڑھتی ہے تو سمجھ جائیں کہ آپ کے تمام کاروبار کی قیمت نیچے رہ گئی اور آپ کے کھانے پینے، چینی، آٹا، دال ہر چیز مہنگی ہو گئی، جناب سپیکر صاحب! یہ صرف موازنہ تھا تھوڑا سا کہ جب ملک لٹ رہا تھا تو ہر بندہ سکون میں تھا اور جب ریاست مدینہ آئی تو ریاست مدینہ کو یہ خیال نہیں آیا کہ ہم کوئی اچھی ٹیم ہی ساتھ لے لیتے، کوئی شیڈو کیبنٹ بنا لیتے، ابھی تو میں نے سنا ہے کہ شہریار صاحب کو بھی تبدیل کر رہے ہیں، ابھی تو میں نے سنا ہے کہ اسد عمر کو بھی تبدیل کر رہے ہیں، تو جناب سپیکر صاحب! پہلے سے شیڈو کیبنٹ بنا لیتے تاکہ پہلے سے ان کے پاس، یہ تو کہتے تھے کہ ہم تو ایسی ٹیم کے ساتھ آئیں گے کہ ملک میں نوکریاں ہی نوکریاں ہوں گی اور ابھی میں پچھلے ہفتے سن رہی تھی، فیصل واڈا صاحب نے کہا تھوڑا سا صبر کر جائیں، تھوڑا سا صبر کر جائیں، ایک ہفتے میں اتنی نوکریاں ہوں گی کہ یہ ملک جو ہے تو وہ مجھے پتہ ہے جہاز بھر بھر کے آ رہے ہیں ابھی نوکریوں

کے لئے، جناب سپیکر صاحب! ہمارے ملک کے حکمرانوں کے لئے اور ریاست مدینہ کے، میں اس کو ریاست مدینہ نہیں کہوں گی، میں اس کو ریاست عذاب کہوں گی کیونکہ یہ عام آدمی پہ عذاب کی طرح اور واقعی یہ بات ٹھیک ہے کہ عمران نیازی صاحب نے کہا تھا کہ میں رلاؤں گا اور وہ رلا رہا ہے، وہ ہر بندے کو رلا رہا ہے، وہ ان کی چیخیں نکلوا رہا ہے کیونکہ اس نے اپنے وعدے کا، اس نے جو جو کچھ کہا تھا وہ چیخیں نکلوا رہا ہے اور وہ لوگوں کو رلا رہا ہے ایک عام آدمی کو رلا رہا ہے، کسی لیڈر کو نہیں رلا رہا، کسی کو بھی نہیں رلا رہا، سوائے ایک غریب آدمی کے، ایک غریب آدمی کو، اپنا گھر بنی گالہ کا وہ تو اپنی بہنوں کو این آر او دیتا ہے لیکن دوسروں کے لئے جناب سپیکر صاحب! ایک غریب کو رلانا اور ایک غریب کو چیخوانا یہ ریاست مدینہ کا نہیں ریاست عذاب کا کام ہے، بس اتنی ہی میری آپ سے گزارش تھی۔ تھینک یو ویری مچ۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: ایک منټ، دوئ به آخره کښې بیا او کړی۔ عنایت اللہ صاحب۔

<u>جناب عنایت اللہ</u>: جناب سپیکر، میں آپ کا مشکور ہوں۔ مہنگائی ہر ایک کو Hit کر رہی ہے، حکومتی ٹریژری بنچز کے لوگوں کو بھی Hit کر رہی ہے اور اپوزیشن کے لوگوں کو بھی Hit کر رہی ہے اور میرا خیال ہے مہنگائی ہمارا مشترکہ مسئلہ ہے اور اس لئے یہاں اگر ہم اس پہ ڈیبیٹ کرتے ہیں تو ہم حکومتی بنچوں سے Expect کریں گے کہ اس کو Pulse سمجھیں، یہ لوگوں کا ایک Pulse ہے جہاں ہم اسمبلی کے اندر اس کو Reflect کر رہے ہیں، یہ لوگوں کی زبان ہے جو ہم بول رہے ہیں، عام لوگوں کی زبان ہے جو ہم بول رہے ہیں جناب سپیکر صاحب! دنیا کے اندر جو انقلابات آئے ہیں، جو نبی ﷺ نے انقلاب لایا تھا وہ ایک نظریاتی انقلاب تھا، Divine revolution تھا، گو کہ مغربی مفکرین اس کو بھی مہنگائی اور بے انصافی کے ساتھ ملاتے ہیں لیکن دنیا کے اندر واحد Revolution تھا جو ایک نظریاتی Revolution تھا، آپ French revolution کو تھوڑا بہت پڑھیں گے، گوگل کے اندر جا کر سرچ کریں تو یہی جو Indirect taxes تھے وہ بڑھے تھے، عام لوگوں پہ Burden بڑھا تھا، جو اشرافیہ تھی، Elite تھے وہ مزے کر رہے تھے اور عام لوگ پھر اٹھے، روٹی کے لئے اٹھے، مہنگائی کے خلاف اٹھے اور پھر پچاس ساٹھ سال تک وہ Stable نہیں رہا، پچاس ساٹھ سال تک مسلسل Instability رہی، آپ Russian revolution کو دیکھیں تو وہ بھی مہنگائی کے خلاف، بے انصافی کے خلاف آیا تھا، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو بڑا Seriously لینا چاہئیے اور میں ان فگرز کو تو Repeat نہیں کروں گا جو میڈم نگہت اورکزئی نے آپ کے سامنے پڑھا ہے، میں ان فگرز کو بھی Repeat نہیں کروں گا جو میرے دوست خوشدل خان نے آپ کے

سامنے Read out کیا ہے، جناب سپیکر صاحب! میں نے کچھ فگرز ایسے بھی پڑھے ہیں کہ جو ایشین ڈیویلپمنٹ بینک، سٹیٹ بینک،، ورلڈ بینک، آئی ایم ایف اور جو پی ٹی آئی کی اکنامک ایڈوائزری کونسل ہے اس کے لوگوں کے فگرز ہیں، میں انہی فگرز کو آپ کے سامنے رکھوں گا اور میں یہ چاہوں گا کہ اس پہ ریسپانڈ بھی کریں لیکن ظاہر ہے کہ اس بات کو اپنی اندرونی مجالس کے اندر Seriously اٹھائیں بھی، یہ فگرز ہیں کہ آئندہ ایک سال، دو تین سالوں کے دوران ہر سال اس ملک کے اندر دس لاکھ لوگ بیروزگار ہوں گے، ہر سال دس لاکھ لوگ بیروزگار ہوں گے، یہ آپ کے اپنی Internal team کے کچھ لوگوں کے اعداد و شمار ہیں، ڈاکٹر اشفاق حسن خان ہیں جو اکنامک ایڈوائزری کونسل کے ممبر ہیں اور انہی اعداد و شمار کے مطابق چالیس لاکھ لوگ ہر سال غربت کی لکیر سے نیچے چلے جائیں گے، ان کی اپنی Definition ہے ڈیڑھ ڈالر Extreme poverty ہے، 2 ڈالر جو ہے وہ Poverty ہے، اس کے نیچے چلے جائیں گے چالیس لاکھ لوگ اور جناب سپیکر صاحب! یہ جو پرانے فگرز میڈم نے پیش کئے ہیں میں ان کو پیش نہیں کروں گا۔ اگست 2018 کو آپ کی حکومت نے Take over کیا ہے، اس وقت ڈالر کی قیمت 122 روپے تھی، اس وقت 145 ہے، جو Inflation اس وقت وہ ڈبل ڈیجٹ میں پہنچ چکا ہے اور جو Forecast ہے وہ یہ ہے کہ چودہ فیصد تک پہنچ جائے گی، 9.5 فیصد ہے Almost double digit ہے اور میں آپ کو بتاتا چلوں کہ یہ نیپال اور بنگلہ دیش اور افغانستان سے ہم نیچے چلے گئے ہیں۔ اچھا ہمارا گروتھ ریٹ آپ نے سنا ہوگا کہ محمد بن سلمان آئے تو محمد بن سلمان کو عمران خان نے جو ڈنر دیا تھا اور اس میں اس نے سپیچ میں کہا تھا کہ Pakistan is a very important country to be partner with، یہ ان کے الفاظ تھے، مجھے الفاظ بالکل صحیح طریقے سے یاد ہیں Pakistan is a very important country to be partner with، پچھلے سال انہوں نے کہا آپ کی جی ڈی پی، جو گروتھ تھی وہ 5.5 پرسنٹ تھی، بہت بڑا گروتھ ریٹ تھا، آج آپ کے جو اعداد شمار خود ورلڈ بینک، سٹیٹ بینک، آئی ایم ایف اور ایشین ڈیولپمنٹ بینک یہ ادارے پیش کر رہے ہیں، وہ یہ ہے کہ آپ کی اکنامک گروتھ اس سال Slow down ہو گی، 3.5 تک پہنچ جائے گی اور اگلے سال اس سے بھی نیچے چلی جائے گی، 2.5 پرسنٹ پہ پہنچ جائے گی، جب اکنامک گروتھ آپ کی Slow down ہو گی تو یہ مہنگائی کا سیلاب جو آرہا ہے یہ رکے گا نہیں، آپ کا ڈالر جو ہے وہ 180 اور 200 روپے تک پہنچ جائے گا، ظاہر ہے یہ لائف پھر Affordable نہیں ہو گی۔ جناب سپیکر صاحب! آپ کا Circular debt جو ہے گزشتہ آپ کے

ساتھ آٹھ مہینے کے اندر 240 ارب اس میں اضافہ ہوا ہے، قرضوں میں تین ہزار ارب گزشتہ آپ کے سات آٹھ مہینوں کے اندر ایک اضافہ ہوا، تین ہزار ارب اضافہ ہوا ہے جناب سپیکر صاحب! جو بہت بڑا ہماری اکانومی کے لئے، ہمارے Budget making کے لئے بحران آرہا ہے وہ آپ کا ایف بی آر کا شارٹ فال ہے، تاریخ کا سب سے بڑا شارٹ فال، 485 ارب روپے آپ کے شارٹ فال ہیں، وہ Collect نہیں ہوئے ہیں، اس کا مطلب ہے کہ ہمارے اوپر بھی اس کا اثر پڑے گا، اس صوبے کے جو پیسے ملیں گے آپ کے اگلے سال کے بجٹ کے اندر آپ کے لئے پرابلم رہے گا جناب سپیکر صاحب! یہ سود کی شرح میں Phenomenal اضافہ ہوا ہے، گیس کی قیمتوں میں 142 فیصد اضافہ ہوا ہے، آپ کا جو پروگرام ہے 30 جولائی تک آپ بجلی کی قیمتوں میں 26 فیصد اضافہ کرنے والے ہیں، یہ Gradually شروع ہو چکا ہے ہر مہینے، یہ جب گرمی کے اندر بل آنا شروع ہوں گے تو آپ دیکھیں گے کہ لوگ کیسے چیخیں مارتے ہیں، لوگ کیسے باہر نکلتے ہیں؟ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جو پٹرول وغیرہ کی قیمتیں ہیں اس پہ میں اس لئے Repeat نہیں کروں گا کہ وہ میڈم نے اس کی تفصیل بتادی ہے لیکن میں صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ پٹرول کی قیمتوں کے ساتھ اور پٹرولیم Related products کی قیمتوں کے اضافے کے ساتھ وہ جو Levies ہیں، جو ٹیکسز ہیں، اس میں آپ اضافہ کرتے ہیں تو کوئی ایک اندازے کے مطابق 300 آئٹمز ایسے ہیں کہ جن کی قیمتیں اوپر چلی جاتی ہیں، 300 آئٹمز کی، کیونکہ Mobility رک جاتی ہے، کارخانے نہیں چلتے ہیں اور یہ ایک سائیکل ہے، ایک Spiral effect ہے جو کہ شروع ہو جاتا ہے، اس وقت ہم Spiral effect کی زد میں ہیں، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے ساتھ جتنے بھی آپ کے ایگریمنٹس ہوتے ہیں، آپ بالکل وہ آپ اگر حکومت کے سمجھتے ہیں کہ وہ آپ کے لئے ضروری ہیں، وہ آپ کا Right ہے وہ Own کریں ان کے درمیان، لیکن میں چار پانچ چیزیں بتانا چاہوں گا اور اگر حکومت اسمبلی کے اندر اس پہ Respond نہیں کر سکتی ہے تو میں ان سے ضرور یہ Expect کروں گا کہ وہ اندرونی مجالس کے اندر یہ مسئلہ اٹھائیں گے لیکن میں سمجھتا ہوں یہ جو تیل ہے، گیس ہے، بجلی ہے، یہ اس کی مثال ایسی ہے جس طرح ہماری رگوں کے اندر خون ہے، خون خشک ہو جاتا ہے، خون کم ہو جاتا ہے تو اس کے نتیجے میں انسان زندہ نہیں رہ سکتا ہے، یہ لائف لائن ہے اکانومی کے لئے، میں سمجھتا ہوں اس پہ Compromise نہیں کرنا چاہیئے، اس کی قیمتوں کو زیادہ اگر ایک حد سے آپ بڑھنے دیں گے تو پھر Life affordable نہیں ہو گی، آپ کے کارخانے بند ہو جائیں گے، آپ کا

سی بات ہے کہ ان کی قیمتیں مزید نہ Simple ہو جائے گا اس لئے Growth rate slow down بڑھنے دیں، اس کا کسی جگہ پہ ٹھہراؤ کر دیں۔ جناب سپیکر صاحب! اس سے آگے میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں اور اس پہ میں Conclude کروں گا کہ پانچ چھ آئٹمز ایسے ہیں کہ جو لگژری آئٹمز نہیں ہیں، جو ہر گھر کے اور ہر کچن کے اندر استعمال ہوتے ہیں، گھی اور آئل ہر گھر کے اندر استعمال ہو جاتا ہے، دال ہر گھر کے اندر استعمال ہوتی ہے، چائے ہر گھر کے اندر استعمال ہوتی ہے، چینی ہر گھر کے اندر استعمال ہوتی ہے اور آٹا ہر گھر کے اندر، یہ چھ آئٹمز ایسے ہیں کہ جو ہر کچن کے اندر ہوتے ہیں، میرا خیال ہے حکومت ان کی قیمتوں پہ Specially control کرے، ظاہر ہے لوگ Meat نہیں کھائیں گے، لوگ چیکن نہیں کھائیں گے لیکن اس سے تو کسی کو مفر نہیں ہے، اس سے تو کسی کو کوئی فرار نہیں ہے، یہ چھ آئٹمز ایسے ہیں کہ یہ Subsidized rate پہ لوگوں کو دیں، اس کے لئے لوگوں کے Safety nets create کریں اور سیفٹی نیٹس کیا اس ملک کے اندر تو جو متوسط طبقہ ہے، ہم جیسے لوگ بھی Afford نہیں کر پا رہے ہیں، یعنی میرے اوپر جو بجلی کا بل ہے گزشتہ سال کا، وہ اب بھی چل رہا ہے، اب بھی میں ہر مہینے بیس پچیس ہزار ماہانہ بجلی کا بل دے رہا ہوں، میرا اب بھی گیس کا ایک لاکھ سے اوپر بقایا ہے، وہ میں انسٹالمنٹ میں دے رہا ہوں، ظاہر ہے ہم ایک متوسط قسم کے Average لوگ ہیں، اگر ہمارا یہ حال ہے تو جو غربت کی لکیر کے نیچے ہیں ان کا کیا حال ہوگا، جو Salaried class ہے اس کا کیا حال ہوگا؟ اس لئے دو تین، دو چیزیں میں حکومت کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں اور میں آپ کو بتاؤں کہ آپ کو کوئی چیز بھی Hit نہیں کرے گی، آپ اگر اپنے حلقوں کے اندر ڈیویلپمنٹ نہیں کریں گے، لوگ آپ کے خلاف نہیں نکلیں گے، آپ اگر لوگوں کے لئے سکول نہیں بنائیں گے لوگ آپ کے خلاف نہیں اٹھیں گے لیکن یہ وہ چیز ہے کہ ایک حد سے یہ بڑھے گی تو لوگ نکلیں گے، اس کو آپ کو کنٹرول کرنا پڑے گا، یہ جو تیل اور گیس اور بجلی کی قیمتیں ہیں یہ بڑی Important ہیں، ان کو رکوانا، ان کو Stable کرانا، اس کے اوپر سبسڈی بھی دینا ضروری ہے اور یہ جو چھ آئٹمز میں نے گنوائے ہیں، کچن آئٹمز، ان کچن آئٹمز کی قیمتوں کو کنٹرول میں لانا، یہ بڑا Important ہے اور میرا خیال ہے کہ حکومت ہمیں روایتی جواب دے گی۔ مجھے پتہ ہے کہ گزشتہ حکومتوں نے قرضے لئے، وہ بتائیں گے جو کرنٹ اکاؤنٹ ڈیفیسٹ ہے وہ زیادہ ہے، فسکل ڈیفیسٹ زیادہ ہے اور وہ کنٹرول نہیں ہو رہا ہے اور بڑے قرضے لئے گئے ہیں اور ڈالر کی قیمت کو مصنوعی طور پہ رکوایا گیا تھا اور ہم نے اس کو مصنوعی طور پر رکوانے کو بند کر دیا، یہ وہ جوابات ہیں جو گزشتہ پندرہ بیس سال سے، جب سے

میں پالیٹیکس میں ہوں میں ہر حکومت سے سن رہا ہوں، ہم سمجھتے ہیں کہ آپ کو لوگوں نے ایک انقلابی ایجنڈے کے ساتھ ووٹ دیا ہے، آپ انقلابی بن کے کام کریں اور یہ جو لوگوں کی تکالیف ہیں، مصیبتیں ہیں، اس پہ Seriously غور کریں، یہ لوگوں کا Pulse ہے جو ہم آپ کے سامنے رکھ رہے ہیں، میرا خیال ہے کہ آپ ہماری آواز کو لوگوں کی آواز سمجھ کر یہاں سے کوئی ایسا پیغام لیں گے کہ اس ایشو کے اوپر Seriously آپ کوئی فیصلہ لیں گے اور میں تو یہ بھی Recommend کروں گا کہ اگر ان بنیادی آئٹمز کی قیمتوں کے کنٹرول کے لئے یہاں سے آپ کوئی جوائنٹ ریزولیوشن بھی پاس کرنا چاہیں تو وہ بھی اس ڈیبیٹ کے End پہ وفاقی حکومت کو بھیجیں تاکہ اس پہ کوئی سبسڈی ملے اور لوگوں کو یہ چھ آئٹمز جو ہیں بڑی آسانی سے ملیں۔ میں آپ کا بہت زیادہ مشکور ہوں، تھینک یو ویری مچ جناب سپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: زیادہ تر ہمارے جو مقررین ہیں وہ وفاقی ایشو پر بات کر رہے ہیں، اگر آپ اور ہم سب جو ہیں صوبائی کے ساتھ بات کریں، ہمارے منسٹرز بیٹھے ہوئے ہیں تو وہ ریسپانڈ کافی بہتر کر سکیں گے جی۔ تو مطلب مہنگائی میں جو ایشوز صوبائی گورنمنٹ سے Related ہیں ان پہ تجاویز دی جائیں تو ہمارے منسٹرز ریسپانڈ کر سکیں گے اور زیادہ تر جو بجلی گیس اور اس کی باتیں ہیں وہ فیڈرل کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ ریحانہ اسماعیل صاحبہ۔

محترمہ ریحانہ اسماعیل: شکریہ جناب سپیکر، ملکی معاشی حالات اور عام آدمی کی زندگی کا دار و مدار براہ راست ہے لیکن جو موجودہ معاشی پالیسی ہے اس نے عام لوگوں کی زندگی کا جینا حرام کر دیا ہے، اس پہ تفصیلی بات نگہت صاحبہ نے اور عنایت اللہ صاحب نے کر دی ہے، میں یہاں پہ ایک تجزیہ پیش کرنا چاہتی ہوں۔ جو ادارہ شماریات کے مطابق پاکستان میں مہنگائی کی شرح 9.41 فیصد ہے جو ملک کی بلند ترین سطح ہے، ایک مہینے فروری اور مارچ میں اس میں یہ 1.42 فیصد اضافہ ہوا، اگر ان اعشاریہ کا تقابل دوسرے ملکوں سے کریں، افغانستان میں چار فیصد، چین میں 1.7 فیصد، انڈیا میں 2.57 فیصد، بنگلہ دیش 5.47 فیصد، سری لنکا 4.3 فیصد، یعنی ہم اپنے ہمسایہ ملکوں میں مہنگے ترین ملک شمار ہوتے ہیں۔ جناب! الیکشن سے پہلے کنٹینروں پر جو چڑھ کر وعدے کئے گئے تھے کہ ہم ریونیو جنریٹ کریں گے، ملک میں سرمایہ کاری کریں گے، ملک کے خزانوں کو بھر دیں گے، باہر سے ہم بھیک نہیں مانگیں گے، وہ تمام دعوے دھرے دھرے کے رہ گئے، آج کل ریونیو کی شرح دیکھ لیں تو 236 فیصد ریونیو میں کمی آ گئی ہے اور جون تک یہ کمی تین سو ارب تک بڑھ جائے گی، تو اس خسارے کے مطابق ہمیں بجٹ بنانے میں بھی مشکل ہو

جائے گی اور جس طرح عنایت صاحب نے کہا کہ ہر سال دس لاکھ لوگ بے روزگار ہوں گے اور ہم سطح غربت سے چالیس فیصد لوگ نیچے آ گئے ہیں، تو جناب! یہ بہت سنجیدہ مسئلہ ہے، اس پہ ہمیں ضرور سوچنا چاہئیے اور ڈالر کی قیمت، بجلی گیس تیل اس کی وجہ سے یہ Effect تمام چیزوں پر پڑتا ہے، ضرویات زندگی جس طرح عنایت صاحب نے کہا کہ پانچ چھ چیزیں جو بنیادی ضروریات ہیں اور جو ہر گھر میں استعمال ہوتی ہیں تو اس میں سبسڈی ملنی چاہئیے۔ فیصل واوڈا صاحب کہتے ہیں کہ گیزر کا استعمال جو ہے وہ لگژری میں آتا ہے، مان لیتے ہیں گیزر کا استعمال لگژری، اے سی کا استعمال لگژری لیکن جو بنیادی ضروریات کی چیزیں ہیں، عام انسان کے لئے اس کا تو حصول ممکن ہونا چاہئیے، اس سے پہ ضرور سوچنا چاہئیے اور عوام کی زندگی کی مشکلات کو آسان بنانا چاہئیے۔ جناب! ابھی بات ہوتی ہے کہ پی ٹی آئی کی گورنمنٹ آئی ہے تو مہنگائی بڑھی ہے تو اس کا جواب ہمیں یہ ملتا ہے کہ پچھلی حکومتیں کرپٹ تھیں، پچھلی حکومتوں نے یہ کیا، پچھلی حکومتوں نے وہ کیا، پچھلی حکومتوں نے جو بھی کیا لیکن آپ لوگوں نے جو وعدے کئے تھے وہ Deliver کریں، ان کو کب آپ پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے؟ بیروزگاری کا یہ عالم ہے کہ ماسٹر لیول کے لوگ کلاس فور کے لئے اپلائی کرتے پھیرتے ہیں اور وہ بھی ان کو میسر نہیں، فیصل واوڈا صاحب کے آج کل کے وعدے چار ہفتے بھی گزر جائیں گے جس طرح 90 دن بھی گزر گئے، جس طرح سو دن گزر گئے، یہ بھی ہم انتظار کر لیں گے کہ باہر سے لوگ نوکریوں کے لئے یہاں پر آئیں گے، اگر ہم قرضوں کی بات کریں تو قیام پاکستان سے لے کر اب تک چھ ہزار ارب قرضے لئے گئے ہیں ساٹھ سالوں میں، اور پی ٹی آئی حکومت نے سات مہینوں میں 23 سو ارب قرضے لئے ہیں، تو جناب! یہ جائزہ ذرا خود کر لیجئے کہ پچیس تیس سالوں میں بھی اتنا قرضہ نہیں لیا گیا جتنا سات مہینوں میں لیا گیا ہے اور باقی جو ممبران نے ضرویات زندگی کی چیزوں کے بارے میں تفصیل سے بات کی، زیادہ تفصیل سے میں بات نہیں کروں گی لیکن پہلے بھی میں کھڑی ہوئی پوائنٹ آف آرڈر پہ مجھے ٹائم نہیں ملا، میں منسٹر سلطان صاحب کی توجہ چاہتی ہوں، میں نے فروری میں ایک کال اٹنشن نوٹس دیا تھا جس کا نمبر 128 جو ایجنڈے پہ تھا اور منسٹر صاحب نے یقین دہانی کرائی تھی کہ سرکاری ملازمین کے ہاؤس رینٹ کے حوالے سے تھا، آپ نے کہا تھا کہ بہت جلد خوشخبری ملے گی، خوشخبری تو کیا کوئی خبر ہی نہیں ملی، یہ ہاؤس ریکوزیشن کے بارے میں تھا سرکاری ملازمین کے بارے میں، ہاؤس رینٹ کے بارے میں میں نے ریکوزیشن دی تھی سرکاری ملازمین کے سلسلے میں، آپ نے کہا تھا کہ اس پہ کمیٹی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سلطان صاحب! آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں پھر ان کو تفصیل سے بتادیں، آپ ان کے بیٹھ جائیں۔

محترمہ ریحانہ اسماعیل: ایک اور کال اٹنشن تھا جس کی یقین دہانی مجھے شہرام صاحب نے کرائی تھی اور جس پہ نلوٹھا صاحب نے بھی دو بار بات کی لیکن اس کے بارے میں بھی کچھ نہیں ہوا ابھی تک، یہ باہر جو گٹر کی سیچویشن ہے، کبھی کہا جاتا ہے یہ پی ڈی اے کے ساتھ ہے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ یہ کنٹونمنٹ بورڈ کے ساتھ ہے اور کبھی کہا جاتا ہے ڈبلیو ایس ایس پی کے ساتھ ہے، جس کے ساتھ بھی ہے لیکن اس کی حالت زار پہ رحم کریں، یہ بہت اہم ادارہ ہے، سپریم ادارہ ہے، اس کی جو باہر کی سیچویشن ہے یہ بہت خراب ہے۔ شکریہ جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عاطف خان صاحب! سب کا نمبر آئے گا جی۔

جناب محمد عاطف (سینیئر وزیر برائے سپورٹس وٹورزازم): بہت شکریہ سپیکر صاحب۔ آپ کو عمرہ بھی مبارک ہو، آپ کو بہت مزید ار ٹوپی بھی مبارک ہو، ماشاء اللہ اچھی لگ رہی ہے۔ جناب سپیکر! مہنگائی کے بارے میں بات ہوئی، یہ نہیں کہ ہمیں احساس نہیں ہے، ظاہری بات ہے جتنے یہاں پر الیکٹ ہو کر آئے ہیں ان کا اپنے حلقے کے ساتھ، اپنے لوگوں کے ساتھ رابطہ ہوتا ہے روزانہ کی بنیاد پہ، اور انہیں بھی پتہ چلتا رہتا ہے کہ جی مہنگائی ہے، اس سے لوگوں کو تکلیف ہے، اس کا ہمیں بھی احساس ہوتا ہے، یہ نہیں کہ ہم اس سے بے خبر ہیں، بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ پچھلے دنوں جب عمران خان صاحب یہاں آئے تھے، پرائم منسٹر صاحب ایم پی ایز کے ساتھ ان کی میٹنگ تھی تو اس میں بھی لوگوں نے یہی ڈسکشن کی کہ جی لوگوں کو تکلیف ہے، انہوں نے بھی پھر ہمیں پورا بتایا کہ کیا مسائل ہیں، اس کے لئے کیا وہ حل کر رہے ہیں؟ تو ایک تو یہ بالکل ہمیں بھی احساس ہے اور واقعی مہنگائی ہے لوگوں کو تکلیف ہے لیکن اس پہ میں تھوڑا سا جو Facts and figures یہاں پر بیان کئے گئے، ایک تو میں ریکویسٹ کروں گا کہ جو بھی ہمارے ممبران صاحبان ہیں، Responsible لوگ ہیں، جرگہ ہے پورے صوبے کا، جو بھی Facts and figures بیان کریں اس کے ذرا سورس کا پتہ کر لیا کریں، صرف واٹس اپ میسج سے نکال کے اگر یہاں پر پڑھتے ہیں تو اس میں بہت سی چیزیں جھوٹ ہوتی ہیں، یہ نہیں ضروری ہوتا کہ جی وہ ساری چیزیں ٹھیک ہوں۔ ابھی پچھلے دنوں ایک مسیج چل رہا تھا دنیا جہان سے کہ جی وہ بسیں جو آئی ہیں بی آر ٹی کی، ان کے دروازے غلط پر کھلتے ہیں، وہ جب بعد میں پتہ چلا اس کے دونوں طرف دروازے کھلتے تھے تو غلط طرف نہیں کھل رہے تھے

لیکن ایسے لگ رہا تھا جیسے پتہ ہی نہیں اور ہر ایک آدمی دوسرے کو بھیج رہا تھا، تو میرے خیال میں ویسے تو گپ شپ ہے، ٹھیک ہے لیکن اس پہ جب بحث ہو اس ہال میں، اسمبلی میں تو میرے خیال میں ہمیں Responsible statement, responsible figures دینے چاہئیں۔ جو مہنگائی ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر رہا، ہمیں بھی احساس ہے، مشکلات ہیں، ہمیں بھی ہیں، عوام کو بہت زیادہ ہیں لیکن اس کا میں عنایت اللہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میرے جواب سے پہلے ہی جواب دے دیا کہ جی یہ بھی ٹھیک ہے کہ بہت زیادہ پہلے قرضے لئے گئے، یہ بھی اس طرح ہے کہ پہلے یہ ہوا، وہ ہوا، اب آپ یہ سوچیں کہ مہنگائی ہوتی کیوں ہے؟ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ مہنگائی نہیں ہے یا زیادہ نہیں ہوئی لیکن مہنگائی ہوتی کیوں ہے؟ صرف اور صرف یہ وجہ ہے بیسک کہ اگر آپ دیکھ لیں کہ اگر آپ کی ایکسپورٹ بیس ارب ڈالر کی ہو اور اگر آپ کی امپورٹ تیس ارب ڈالر کی ہو، دس ارب ڈالر کا آپ کا خسارہ ہو، Dealings آپ نے ساری کرنی ہے ڈالرز میں، ڈالر کی ڈیمانڈ کم ہو اور آپ کے پاس ڈالرز آتے کم ہوں اور آپ کے ملک سے جاتے زیادہ ہوں، دس ارب ڈالر کا خسارہ ہے اور آج سے نہیں ہے یہ بہت عرصے سے ہے، اس کی وجہ سے دس ارب ڈالر کا خسارہ جو ہے، اس کی وجہ سے Artificially، یہ تو آپ کسی سے بھی پوچھ لیں، اکنانومسٹ سے کہ Artificially ڈالر کے ریٹ کو ایک جگہ پہ رکھا گیا تھا وہ بھی غلط تھا، وہ ٹھیک نہیں تھا، کب تک آپ Artificially اس کو ایک جگہ پہ رکھیں گے، قرضے لے کر مارکیٹ میں ڈالر Float کر کر کے، کر کے کے اس کے ریٹ کو رکھا گیا تھا لیکن وہ کوئی لانگ ٹرم علاج تو نہیں تھا، لانگ ٹرم علاج کیا ہے کہ آپ کے ملک کی ایکسپورٹس بڑھیں، آپ کے ملک کی امپورٹس کم ہوں، جب تک کہ یہ Deficit کم نہیں ہو گا اس وقت تک یہ ڈالر کے اوپر یہ پریشر رہے گا اور جیسے ہی ڈالر کی قیمت بڑھتی ہے اس سے تمام چیزوں کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں، اب کرنا کیا ہے؟ میں اس پہ آتا ہوں کہ اگر For example جو Circular debt کی بات کی گئی یہاں پہ وہ تقریباً آٹھ سو ارب روپے تک چلا گیا ہے، Circular debt آٹھ سو ارب روپے تک، یہ تحریک انصاف نے نہیں پہنچایا، یہ عمران خان صاحب کی حکومت نے نہیں پہنچایا، یہ ایک بہت عرصے سے پانچ سو، چھ سو Artificially پھر اس میں سے دو تین سو ڈالر پانچ سو ڈالر پمپ کر دیتے ہیں، پھر وہ کچھ دنوں بعد وہ جیسے جیب میں سوراخ ہو، آپ اس میں کوئی چیز ڈالتے رہیں اور وہ نیچے اس سے گرتی رہتی ہے، تو اس کا مسئلہ Circular debt کا، نمبر ون، جب تک آپ کے تین چار پانچ ادارے، اس میں پی آئی اے، ریلوے، واپڈا، سٹیل مل جب تک یہ ادارے خسارے سے نہیں نکلیں گے اور

جب آپ کے یہ تین چار پانچ سو، چھ سو، سات سو ارب روپے سال کا خسارہ کم نہیں ہو گا، اگر وہ آپ اس نقصان پہ نہ دیں تو وہ آپ اپنے عوام پہ لگا سکتے ہیں لیکن جب وہ نقصان ہو جاتا ہے تو آپ کی جیب سے وہ پیسے چلے جاتے ہیں اور وہ پھر آپ کو دینے پڑتے ہیں، پہلی وجہ یہ ہے۔ دوسری وجہ جو ایکسپورٹ کو بڑھانے کے کچھ اقدامات لئے گئے ہیں، کچھ ایکسپورٹ میں بہتری بھی آئی ہے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ جی یکدم سے چھ مہینے میں یا چار مہینے میں یا آٹھ مہینے میں پاکستان کی ایکسپورٹ بہت زیادہ ہو جائے گی، امپورٹ بہت کم ہو جائے گی تو Practically یہ Possible نہیں ہوتا، آپ دنیا کا کوئی ملک اٹھا کر دیکھ لیں، جب اس کی اکنامی اس حالت پہ آتی ہے جیسے کہ پاکستان کی آج ہے، مثال کے طور پر جب سے پاکستان بنا ہے اس وقت تک تیس ہزار ارب ڈالر لئے گئے، مثال کے طور پہ اور پچھلے دس سال میں اس کے Equivalent لئے گئے، اگر ساٹھ سال میں جتنا قرضہ لیا گیا اتنا ہی دس میں اتنا قرضہ لیا گیا، اس کا نتیجہ کیا ہے، ہمیں ساڑھے چھ ارب روپیہ دن کے قرضوں کے سود میں دینا پڑ رہا ہے، ساڑھے چھ ہزار، ساڑھے چھ ارب، یہ ہے تقریباً ساڑھے چھ سو کروڑ روپے جو یہ ہم روزانہ صرف قسطوں کے سود میں دیتے ہیں جو ہماری پرانی گورنمنٹس نے لون لیا ہوا ہے، یہ اس کے سود میں جا رہا ہے۔ کل بھی میں اپنے مردان میں حلقے میں یہی بات سمجھانے کی کوشش کرتا رہا کہ ساڑھے چھ سو کروڑ یا ساڑھے چھ ارب اگر دن کا جاتا ہے، یہ ہے کتنا؟ ایک سکول تقریباً پرائمری سکول سوا کروڑ کا بنتا ہے، ایک روڈ ایک کلو میٹر کا تقریباً سوا کروڑ کا بنتا ہے تو آپ یہ اندازہ کریں کہ یہ پانچ چھ سو، ساڑھے چھ سو کلو میٹر روڈ کے یا پانچ چھ سو سکول، یہ ایک دن کا یہ پیسہ ملک سے باہر جا رہا ہے۔ اب یہ تحریک انصاف کی حکومت نے نہیں کیا لیکن جو لون لئے گئے ہیں، ان کی قسط تو ہم نے دینی ہے، اس کا سود ہم نے دینا ہے، جب اتنا پیسہ دن کی بنیاد پہ آپ اندازہ کریں، اگر یہ لون نہ ہوتا مثال کے طور ساڑھے چھ سو کلو میٹر ہر روز اس ملک میں روڈ بنتا، ساڑھے چھ سو سکول ہر روز اس ملک میں بنتے لیکن جب قرضہ اتنا لیا ہوا ہے کہ ساڑھے چھ ارب روپے دن کا دینا پڑ رہا ہے تو اس کا زور تو کہیں نہ کہیں نکلے گا۔ اب کوشش کیا ہے؟ کوشش یہ ہے کہ باہر کے ممالک سے انوسٹمنٹ لائی جائے، باہر کے ممالک سے Aid لی جائے تاکہ یہ یہاں پہ انوسٹمنٹ ہو اور کاروبار بڑھے، حکومت کو ریونیو ملے، لوگوں کو روزگار ملے، اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ فارن ڈائریکٹ انوسٹمنٹ کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں، جب ملک کا Ease of doing business ایک Word ہے کہ جب آپ کسی ملک میں بزنس کرتے ہیں تو وہاں پر کتنی Ease ہوتی ہے، آپ کو یا آپ کو کتنے اداروں سے ڈیل کرنا پڑتی ہے یا آپ کو کتنی رشوت

دینا پڑتی ہے یا آپ کو کیا مشکلات ہوتی ہیں، یہ انٹرنیشنل رینکنگ ہے، Ease of doing business میں پاکستان کا نمبر 137 پر ہے، اب اگر پاکستان کا نمبر 137 پر ہے تو ظاہری بات ہے جب تک آپ Ease of doing business کو بہتر لیول پر نہیں لے کر جائیں گے اس وقت تک Investors بھی پاکستان میں نہیں آئیں گے۔ آپ پچاس اداروں کو اس کے سامنے کر دیتے ہیں کہ جی پچاس اداروں کو ڈیل کرو، Foreign investors جو بھی آتا ہے وہ کہتا ہے مجھے ایک ادارہ بتاؤ، ایک ادارے سے میں ڈیل کروں گا، اسی سے میں زمین لوں گا، اسی سے میں نقشہ پاس کراؤں گا، اسی سے میں سب کچھ کروں گا، پھر وہ ڈیل کرتا ہے، وہ یہ نہیں کہتا کہ جی آپ نقشہ ایک سے کراؤ تو زمین دوسری سے لو، تو بجلی چوتھے سے لو، وہ کہتے ہیں کہ یہ ہم نہیں کرتے، جب تک یہ چیزیں Ease of doing business کی ٹھیک نہیں ہوں گی اس وقت تک انوسٹمنٹ نہیں آئے گی، اس وقت یہ پرابلمز تھے۔ اب ان ساری چیزوں پر کام ہو رہا ہے، یہ نہیں کہ نہیں ہو رہا، Ease of doing business پر کام ہو رہا ہے، انوسٹمنٹ پر کام ہو رہا ہے جو یہاں پر جو گھروں کی سکیم ہے، کیا نام ہے اس کا ہاؤس سکیم جو ہے جو اعلان کیا گیا تھا کہ پچاس لاکھ گھر بنائیں گے، مشکل کام ہے، بہت مشکل کام ہے لیکن اس کے لئے کوشش ہو رہی ہے اور کوشش جب اس کے مسائل دیکھے گئے، مسائل یہ ہیں کہ یہاں پر اگر آپ کے قوانین اس طرح کے ہیں، یہاں پر آپ کسی کو گھر کرائے پر دے دیں تو اس سے آپ گھر کرائے کا خالی نہیں کرا سکتے، تو جب آپ کسی کی اونرشپ ہو تو اس سے اگر آپ گھر خالی کرائیں گے تو بہت مشکلات ہیں اس میں، اس وجہ سے اس کے قوانین چینج کئے جا رہے ہیں۔ بینک انوسٹمنٹ نہیں کرتا، لوگوں کو قرضے دینے میں، میرے خیال میں انڈیا میں الیون پرسنٹ ہاؤس لونز، ملیشیا میں 33 پرسنٹ ہے، یو ایس میں کوئی ستر بہتر پرسنٹ ہے، پاکستان میں میرے خیال میں ٹو پرسنٹ بھی نہیں ہے کیونکہ وہ Relevant قوانین نہیں بنے، تو جب تک آپ اس کے لئے قوانین نہیں بنائیں گے، بینک لوگوں کو قرضہ نہیں دیں گے، اس وقت تک یہ چیزیں، یہ ایک سرکل ہے، اگر کوئی بھی یہ کہے کہ جی یہ چھ مہینے میں یا سات مہینے میں یہ ٹھیک ہو جائیں گا، تو یہ چھ مہینے میں یا سات مہینے، بائیس کروڑ کا ملک، جو Documented economy ہے اس سے زیادہ Documented economy، ایف بی آر کے فگرز کی بات کی گئی کہ جی ایف بی آر کے فگرز کا ریونیو ان کا کم ہوا ہے، جب لوگوں پر ہاتھ ڈالا گیا، جب منی لانڈرنگ روکی جا رہی ہے، جب کرنسی ڈیلرز کے ساتھ حساب کتاب شروع ہوا ہے تو ظاہری بات ہے تھوڑا سا ریونیو، لوگ عادی نہیں ہیں، لوگ ٹیکس دینے کے عادی نہیں ہیں، آپ یہاں حیات آباد چلے

جائیں، آپ اسلام آباد چلے جائیں، آپ کسی بھی ہاؤسنگ سوسائٹی میں چلے جائیں، وہاں پر گھر دیکھ لیں اور ان سے آپ صرف گھنٹی مار کر یہ پوچھ لیں کہ جی آپ ٹیکس کتنا دیتے ہیں، پورے ملک میں بائیس کروڑ کی آبادی میں چودہ لاکھ بھی ٹیکس نہیں دیتے، ٹیکس فائلر صرف چودہ لاکھ ہیں، اس میں جو Actual Tax دیتے ہیں وہ آٹھ لاکھ ہیں، تو جب تک ان چیزوں کو ٹھیک نہیں کیا جائے گا تو یہ کوئی اس طرح نہیں ہو سکتا کہ جی ہم کہیں کہ جی سات مہینے میں ٹھیک ہو جائے گا۔ اس طرح Employment کا ہے، Employment کا واڈا صاحب نے جو بات کی، ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس کوئی فگرز ایسے ہوں کہ وہ دو ہفتے میں پتہ نہیں لاکھوں یا وہ، لیکن میں اس چیز سے اتفاق نہیں کرتا، میں خود یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں وہ سٹیٹمنٹ نہیں دینی چاہئیے جس سے آپ زیادہ Expectation پیدا کریں اور پھر اس کو آپ پورا نہ کر سکیں، اس سے اور Frustration ہوتی ہے، اس سے اور لوگوں میں ایک ناامیدی پیدا ہوتی ہے، تو میرے خیال میں ایسی سٹیٹمنٹ نہیں دینی چاہئیے، ایک طریقہ کار ہے اس کے مطابق چیزیں چلتی رہتی ہیں۔ یہاں پر صوبے کے لونز کی بات کی گئی، دیکھئے لون اچھی چیز نہیں ہے، اگر آپ کے پاس اپنے پیسے ہوں سو بسم اللہ، اچھی بات ہے لیکن اگر آپ ایسے پراجیکٹس کے لئے پیسے لیتے ہیں جن سے آپ کی ریونیو جنریشن ہو سکتی ہے، اس کے لئے اگر آپ پیسہ لیں تو کوئی بری بات نہیں ہوتی، یہ پوری دنیا میں اسی طرح ہوتا ہے، پوری دنیا کا کاروبار اسی طرح چلتا ہے کہ آپ For example آپ کسی بینک سے پانچ پرسنٹ پر لون لیتے ہیں اور آپ سے کوئی ہائیڈل پراجیکٹ لگاتے ہیں اور اس کی انکم پندرہ پرسنٹ ہے تو اگر آپ پانچ پرسنٹ اس میں سے لون اس کو واپس کریں بھی، تو آپ کو پھر دس پرسنٹ بچتا ہے، تو یہ میرے خیال میں کوئی بری بات نہیں ہوتی، پوری دنیا میں اسی طرح ہوتا ہے، تو لون ہمیں لینا چاہئیے، ایسا لون جو کہ آپ کی ریونیو جنریشن میں مدد کرے، جو آپ کی اکانومی میں مدد کرے، اس طرح نہیں ہوتا کہ جی ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھ جائیں کہ جی ہمارے پاس اپنے بھی پیسے نہیں ہیں اور ہمیں کسی سے لون بھی نہیں لینا چاہئیے، For example ہمیں ورلڈ بینک سے بھی کچھ ملین ڈالر مل رہے ہیں جو صرف 1.25 پرسنٹ پر ہے، صرف 1.25 پرسنٹ پر، وہ Equivalent to grant ہے، اتنی Easy installment پر ہے اور 35 سال اس کا Payback period ہے، تو اگر وہ ہم لے لیں اور اس سے ہم کوئی جھگیں بنالیں، اس سے جو ریونیو آئے گا تو اس سے Automatically ریونیو جنریٹ بھی ہو گا، اکانومی بھی بڑھے گی اور لوگوں کو روزگار بھی ملے گا، مقصد یہ ہے کہ اگر ہم صرف لون کو لون لے کر اس پر عیاشی کریں، اس پر بڑے بڑے

دفتر بنائیں، اس سے بڑی بڑی گاڑیاں خریدیں، اس میں دفتروں میں لیدر کے صوفے ڈلوائیں یا لاکھوں روپے کی تنخواہیں دیں، وہ ٹھیک نہیں ہے لیکن جس سے آپ کی اکانومی کو فائدہ ہوتا ہے، میرے خیال میں اس کو لینا چاہئیے تاکہ Business activity بڑھتی رہے۔ یہ ہمارے دور میں جو پچھلے دور میں کچھ میگا پراجیکٹس میں نے سنتا تھا کہ جی نہیں بنے، نہیں بنے، 38 ارب روپے کا اگر میں غلط نہ ہوں یہ ایک سوات ایکسپریس وے بن رہا ہے، 38 بلین کا، اور اس سے آپ دیکھیں کہ کم از کم چار پانچ ضلعے، ایسا ہے اس میں اتنا آپ کی ٹورازم اتنا آپ کی اکانومی کو فائدہ ہوگا، اگر آج سے دس سال بعد یہ بنائیں تو یہ میرے خیال میں پھر سو ارب کا بھی بنتا، اس وقت اگر 38 ارب کا بن جاتا ہے اور اس سے Toll collection ہوتی ہے اور وہ اپنے آپ کو Survive کر سکتا ہے، تو یہ میرے خیال میں کوئی بری بات نہیں ہے۔ اسی طرح بی آر ٹی کا پراجیکٹ ہے، اس کے لئے بھی لون لیا گیا ہے، اگر وہ Survive ہوتا ہے بغیر سبسڈی کے، اچھی بات ہے، لوگوں کو یہاں پر اسپیشلی میں ضرور اس پر یہ کہوں گا کہ عورتوں کی بہت بڑی پاپولیشن ہے، More than fifty percent اور وہ ہماری ورک فورس میں شامل ہیں نہیں، تو جس ملک میں ففٹی پرسنٹ عورتیں دفتر کا ماحول ٹھیک نہیں، دفتر جانے کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ ٹھیک نہیں اور سو مسائل، تو اگر ان کو آپ Include نہیں کریں گے اکانومی میں تو پھر اس کا کیا ہوگا؟ تو اگر لوگوں کو ڈیسنٹ اور ایک اچھی ان کو ٹرانسپورٹ، پبلک ٹرانسپورٹ میسر ہو جاتی ہے تو میرے خیال میں اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔ باقی میں اور کچھ نہیں کہوں گا، اپنی طرف سے کوشش کر رہے ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ اور بھی کریں گے، آپ لوگوں نے جیسا بتایا کہ Seriousness ہے، ایک سبسڈی کی طرف عنایت اللہ صاحب نے توجہ دلائی، سبسڈی ہونی چاہئیے لیکن ٹارگٹڈ سبسڈی ہونی چاہئیے، ٹارگٹڈ سبسڈی اور جنرل سبسڈی میں فرق یہ ہوتا ہے کہ ہم گھی مہنگا کر دیں تو میرے خیال میں جتنے یہاں ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں یہ تو گھی Afford کر سکتے ہیں تو ان کو ہم کیوں سستا دیں، مجھے کیوں آٹا سستا ملے، اگر میں Afford کر سکتا ہوں، ٹارگٹڈ سبسڈی ہوتی ہے جو کہ جس طرح Biz کا ہے کہ وہ صرف Specific لوگوں کو ٹارگٹ کر کے ان کو تو یہ ضرور میں Suggestion ان کی اچھی ہے کہ غریبوں پر اس کا Minimum بوجھ پڑے، یہ اصل چیز ہے کیونکہ ویسے بھی مہنگائی بہت زیادہ ہے، یہ نہیں کہ پچھلے دور میں اگر یہ سات مہینے میں یا آٹھ مہینے میں، تو وہ بھی ہم نے دیکھا ہے کہ اس وقت آج سے سال پہلے بھی کوئی دودھ اور شہد کی نہریں نہیں بہہ رہی تھیں، اس وقت بھی لوگ اپنے گردے بیچتے تھے، اس وقت بھی لوگ خودکشیاں کرتے تھے، اس وقت

بھی لوگ غربت سے تنگ تھے، یہ نہیں کہ کوئی آٹھ مہینے پہلے کوئی بہت اچھے، پاکستان ایسا کوئی بہت اچھا ملک تھا اور آج خدا نخواستہ عمران خان کی وجہ سے یا پی ٹی آئی کی وجہ سے کوئی تباہی ہو گئی ہے، کم از کم ایک چیز پر ضرور مطمئن رہیں، ایک چیز پر ضرور مطمئن رہیں، وہ یہ کہ ابھی نلوٹھا صاحب کی بات میں نے چھوڑ دی تھی لیکن انہوں نے یاد دلائی ہے، تو ابھی میں کر دیتا ہوں، ابھی تو ایک چل رہی ہے، ابو بچاؤ مہم، ابو بچاؤ مہم جو ابھی چل رہی ہے، یہ نیب کے کیسز ہمارے اوپر الزام لگایا جاتا ہے کہ نیب تنگ کر رہا ہے لوگوں کو، اس میں سے ایک کیس بتا دیں جو ہم نے Initiate کیا ہو، یا یہ آپ کی حکومت میں ان کے اوپر بنا ہے یا ان کی حکومت میں آپ کے اوپر بنا ہے، ہماری طرف سے کوئی نہیں Initiate کیا گیا، (تالیاں) صرف وہ ابھی چل رہے ہیں، مقصد یہ ہے کہ نیب نے اگر، آپ یہ دیکھیں کلفی والا، کلفی والے کے اکاؤنٹ سے پیسے نکلے ہیں کروڑوں روپیہ، فالودے والا، مستری، یہ کہاں سے یہ عمران خان کے اکاؤنٹ کے ہیں؟ (تالیاں) اب وہ بیچارا کہتا ہے کہ میں تو مستری ہوں، مجھے پتہ بھی نہیں ہے پیسے کدھر سے آئے؟ کسی کا ڈرائیور ہے وہ اربوں روپے باہر لے کر گئے تو جب-----

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> علیمہ بی بی کی بات بھی کریں۔

<u>سینیئر وزیر برائے سپورٹس وٹوررازم:</u> علیمہ بی بی کبھی اقتدار میں نہیں رہیں، کبھی وزیر اعظم نہیں رہیں، کبھی منسٹر نہیں رہیں (تالیاں) یہ میں------

(تالیاں)

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> نگہت! آپ سن لیں، آپ کی باری تھی، اب سن لیں، آپ سن لیں ابھی۔

<u>سینیئر وزیر برائے سپورٹس وٹوررازم:</u> اور صرف یہ ہے کہ جب کرپشن کے خلاف لوگوں کے خلاف ایکشن لیا جاتا ہے، پھر جمہوریت بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے اور پھر ٹرین مارچ کی بھی دھمکی دی جاتی ہے کہ جو کچھ ہوا ہے اس کا نہیں لیکن جب کرپشن کے خلاف، مقصد یہ ہے میں وائنڈ اپ کرتا ہوں-----

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> سن لیں جی، سن لیں۔

<u>سینیئر وزیر برائے سپورٹس وٹوررازم:</u> اب کوئی فخر کی بات نہیں ہے کہ زرداری صاحب نے، ایسا بتا رہے ہیں جیسے زرداری صاحب نے پہلے بھی پی ایچ ڈی کی تھی اور وہ دوبارہ پی ایچ ڈی کر رہے ہیں، اب یہ کوئی فخر کی بات نہیں، (تالیاں) کرپشن میں اگر کوئی جیل جائے تو یہ کوئی فخر کی بات تو نہیں ہے۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> نگہت! سن لیں، سن لیں۔

<u>سینیئر وزیر برائے سپورٹس وٹورازم:</u> یہ کوئی فخر کی بات تو نہیں ہے کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ پہلے بھی جیل گئے ہیں، وہ کونسا کشمیر انہوں نے فتح کیا تھا یا ورلڈ کپ جیتا تھا؟

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> کراس ٹاک نہیں، کراس ٹاک نہیں جی، کراس ٹاک نہ کریں، کراس ٹاک نہ کریں جی، کراس ٹاک نہ کریں جی۔

<u>سینیئر وزیر برائے سپورٹس وٹورازم:</u> اچھا اس طرح ہے سپیکر صاحب، بہت سیریس ایشو ہے، حقیقت میں بہت سیریس ایشو ہے مہنگائی کا، ہم لوگوں کو خود بھی احساس ہے، کوشش یہ ہے Highest level پر، پرائم منسٹر لیول پر یہ ایم پی ایز جو سارے بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے خود پرائم منسٹر صاحب سے بھی ڈسکشن کی ہے کہ جی مسئلہ ہے، کیا کیا جا سکتا ہے؟ انہوں نے پھر ہمیں یہ بتایا کہ یہ ہو رہا ہے، یہ ہو رہا ہے، یہ نہیں کہ ہو نہیں رہا لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ ڈائریکشن ٹھیک ہے، نیت ٹھیک ہے، پہنچیں گے ضرور لیکن تھوڑا سا ٹائم ضرور لگے گا۔ بہت شکریہ جی، تھینک یو۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> وہ میں نے پراسیس لکھ دیا ہے اور ٹائم پر آ جائیں، پراسیس کے لئے لکھ دیا ہے، ابھی، ایک منٹ ایک منٹ، خوشدل خان، یہ آئٹم نمبر 82 اور 83 بحث کے لئے مقرر ہے لیکن شاید آج اس پر بحث نہ ہو سکے، اس کو کل لیں گے، میں پہلے سے اناونس کرنا چاہ رہا ہوں۔ صلاح الدین صاحب۔ مه کوئ جی، هغه نور هم چې خبرې اوکړی جی، دوئ له هم موقع ورکړئ۔ صلاح الدین صاحب۔

<u>Mr. Salahuddin:</u> Thank you, Mr. Speaker Sir, finally I got the Floor, I had been waiting for it, and it would have been much better if I had been given the Floor a little bit earlier, as Atif Khan, had already responded to us all the issues, and my concern, only concern will be to say that though I appreciate what he said, but by the time they were not in government and when Imran Khan used to say, let me read it out; because I had been in that party as well for some time, for a quite while actually, and Imran Khan, used to say that "Price hike, inflation, joblessness", that means incompetence and complete failure of the government of the day. Now, let's make it a parameter, what he said, let's make that a parameter, what he said, how is that performing? Now, look at the price hike and price hike is a really long and really debatable thing but I am not a lecturer and I am not delivering a lecture on this topic, but one of the major components of price hike, I will be

coming to word joblessness, later on, at the latest stage but let me say this, take inflation first, the major part of this and the root cause, that is inflation. Now, what has happened to inflation? Let's just and as Atif Khan, had been saying that what we say on the floor of the House, that should be authentic and this is authentic document I had been given by the researcher from our library today. Mr. Speaker Sir, let me say; Pakistan's inflation is, as I mentioned it earlier, that this is the major component of price hike and where it is, where do we stand? First keep in mind please, all the treasury benches, my colleagues and even the honourable Ministers as well, just to compare what Imran Khan said, "that would be incompetence and complete failure on the part of government, if we have inflation, if we have joblessness and if we have the price hike", that's what Imran Khan, used to say. Now, you compare yourself; let's see how we are performing or how the government is performing, whether at provincial level or at the federal level? Now, Pakistan's annual inflation rate rose to 9.41, 9.41 percent in February of 2019 from 8.21 in the previous month, can we imagine that? That much of increase we had already and as compare to the previous month, we had and yet another increase and that is authentic document, I am showing even to the media, authentic document. Yeah, it was the high, that's what it says; it was the highest inflation rate since November, 2013. So, it was by that time and now what happened in this? Okay, I would take it, that is fine, we are not expecting that things will change overnight, they wouldn't change but we need to have the right person at the right place and the right people at the right place, so that things would fall at the right places. Mr. Speaker Sir, it further says that on the other hand, on the other hand, cost slowed for education now, previously it was 10.21 percent something that was spent on education, now that has gone down, this time this has gone down to 6.21 percent and that's what else can I say apart from that, that's shameful. I am totally ashamed for having these figures. I was expecting something better from Tabdeeli Sarkar actually. Mr. Speaker Sir! Inflation rate in Pakistan, average 7.7 percent from 1957 to 2019, I know, this is average but it has even increased under the current government, which is really, we can not appreciate it and as Atif Khan, mentioned earlier that we had debts,

we had debt problem; I understand this but while making promises before elections, you should have thought about all these things, that you will be confronted one day with the public and you will have to face them. Why did you make these promises? Was it a part of something? Was it part of befooling the common or the masses or people, common people like me? And if not, then we are expecting that from you, that you will be increasing and the debts even by that time you knew that the debts are there and you have to tackle them. So, what is that? Is that incompetence or failure of government or what has so far been done? Mr. Speaker Sir, let me take another document, that is also from the researchers. No. one can deny these figures, I challenge and this is say CPI; which is Consumer Price Index, that has increased by 9.4 percent year on year basis in March, 2019, as compare to an increase of 2.8 in the previous month and 3.2 percent in March, 2018, on month to month basis, it increased by 1.4 percent in March, 2019, as compare to an increase of 0.6 percent in the previous month and increase of 0.3 percent in the corresponding month i.e. March, 2018, is that what we were expecting? Is that what people of Pakistan or is that the people or masses of Pakhtunkhwa were expecting from the new government, from Tabdili Sarkar? It's quite strange actually and I am not only criticizing, I actually want to divert your attention towards this, this is very serious, very precarious situation, if we continue to do like this, where would we end up? We obviously will be in crises and we are in crises already. So, these things should be taken into consideration very seriously at priority level. I know there is concern and as Atif Khan, mentioned that we are concerned about it, but can I ask, is that enough to say? We need some actions, we need some improvement and we need to go infront of the people and say that look we are dealing, not only treasury benches people that we have things in mind, we are trying to settle things down seriously and we have an approach towards it, and let me just mention whatever Inayatullah Khan, had mentioned, whatever my elder Khushdil Khan, had mentioned and Nighat Orakzai Sahiba, whatever she, I am not touching upon those things, I had wanted to speak for a little bit longer but they touch all these, these figures and things I am just mentioning, one thing, why we have this thing, fall of export? Now, export, our exports, since the

current government has taken over, our export has fallen by 11 percent, by 11 percent, our export has fallen down, it used to be 16.096 billion dollar, now it has, should. I just wait for!

(عصر کی اذان)

Mr. Deputy Speaker: Ji. Salahuddin Sahib.

Mr. Salahuddin: Thank you, Mr. Speaker Sir, I will continue, I will resume where I had left. So, let's just talk of the export, so, we have that much 11.11 percent decrease in our export. So, where we are leading to? Where are those false hopes and if they are not false then why people were shown these green gardens that it will be this in Riyasat-e-Madina? It will be this and that? I understand that there are hurdles and they might be working towards it, but that's not enough, enough has not been done and as we can see at the moment. Let me go towards another important, World Bank, World Bank has prognosticated or its forecast, that inflation will rise from 7.1 percent to 13.5 percent and I would like at least a Minister or a responsible person to respond to me as well, either Lodhi Sahib, or honorable Bangash Sahib, or Sultan Khan, any one of them, to give me a surety that this is what it says, that it's going to rise as a result of exchange rate depreciation in energy prices. So, when we can expect some light at the end of the tunnel? At least we should be told that there would be at least some light at the end of the tunnel, we would like this to see. Mr. Speaker Sir! Let me just mention, just the increase of petrol prices, everybody know, I am really sure, everybody knows, you know that, to say, as well but this is my challenge, this is my challenge that whatever I have been given or I am paid for my petrol cost, I am offering you the double of it, please put petrol in my car, I am offering you this one, Mr. Speaker Sir. Can this be taken? Is there anybody who can take my bit? Whatever we have been given with the increase with inflation, with the increase of prices, with price hike, the wages should go up as well, but there is no proportion in them. It's just going up and we don't know when to stop? Let's just mention the prices of tomatoes, it says 315.5 percent this month is increase in tomatoes price and no one can deny this document, as I got it of the library as a result of research. Where we are leading to and how we have to tackle or the government has to tackle? We are there to help you but please be serious about it. Mr. Speaker Sir, let`s just talk at the

moment about the joblessness, job situation, jobs. How, where are those ten millions jobs? At the moment, before just coming over, I met one of the persons and he was complaining, he has been made jobless as a result of the provincial government policy. He has been made jobless and I was just asking him the same question that don't worry about it, ten million jobs are on the way, so, you well have plenty but can we take it a bit serious as well, when that is going to happen? And jobs, how we are providing and how jobs should be? Jobs should be on the basis of sustainable growth. Will we be inducting more people in police, in PIA, in railway? They are already on the verge of collapse. So, where we will employ these people? No idea, no roadmap at all, at least we should be told as well, we should be taken into confidence as well, that this is, these are the steps we are taking and these are the processes through which we will be attaining this, but just we are told and Atif Khan, has been saying that we need to be authentic. So, whatever I was saying, that was authentic, we should be given an authentic surety as well. Mr. Speaker Sir, if it would be me, my team and my colleagues on that side of the 'ayes', I would have done it. There is a possibility, it means just competence, it needs mind, we need to explore ways, not to put too much pressure on the treasury, we are already in debts million and billions to out side and internal debts, so, how we would do it? Not to put more pressure on our treasury and to provide jobs and thereby with providing despite providing jobs to generate revenue as well, but for that at least we people should have been on that side, it`s just on a light note but all we need to say and all I want to say, is to be having a serious approach towards it, and just saying that we are doing it and it will happen, it won't happen. We have seen so many things that just don't happen. You need to have the right tools with the right person and to hit it that time. Thank you, Mr. Speaker Sir.

(Applauses)

Mr. Salahuddin: Just one more question, it is a question actually, this is a question from Atif Khan, and he spoke of the eighty billion dollars received from Asian Development Bank, could we have a detail? If he doesn't mind or any one doesn't mind, could we have detail of them that where did they spend during 2017 to 2018? Thank you, Mr. Speaker Sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار اورنگزیب نلوٹھا صاحب!

سردار اورنگزیب: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ میں پہلے تو آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں عمرے کی سعادت اللہ نے آپ کو نصیب کی ہے اور دوسری بات سپیکر صاحب! یہ بہت اہم ایشو جو اپوزیشن نے اپنے اس ریکوزیشن میں لایا ہے، میرے خیال کے مطابق اس وقت جو سیچویشن جا رہی ہے یہ پورے پاکستان کے اندر مہنگائی کا ایک ایشو جو ہے وہ ہر جگہ پہ زیر بحث ہے جس طرح اپوزیشن کے ممبران کی ذمہ داری ہے اس مہنگائی کے اوپر بات کرنا اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے اوپر کس طرح کنٹرول کرتی ہے، آپ نے جس طرح فرمایا ہے کہ صوبے کے حوالے سے بات کی جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس مہنگائی کا تعلق زیادہ تر مرکز سے ہے کیونکہ تیل کی قیمتیں کم کرنا بڑھانا مرکز کے کنٹرول میں ہے، بجلی اور گیس کی قیمتیں تو اسی وجہ سے یہ جو مہنگائی کا ایک طوفان آیا ہے تو میرے خیال کے مطابق ان چیزوں کو بھی ضرور زیر بحث لانا چاہئیے۔ ایک تو مہنگائی ہے اور ایک سپیکر صاحب مصنوعی مہنگائی ہے جو صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے، اگر وہ سیریس ہو کہ مصنوعی مہنگائی پر اگر کنٹرول کیا جائے تو بہت سی کھانے پینے کی کم از کم جو اشیاء ہیں اس میں کمی لائی جا سکتی ہیں اور دوسری بات سپیکر صاحب! جو آدمی بھی ہمیں جواب دے، میں یہ دو تین چیزیں جو میں یہ سمجھتا ہوں جس طرح دوسرے میرے دوستوں نے بات کی ہے کہ کیا واقعی مہنگائی کی شرح چار فیصد سے بڑھ کر 9.40 تک پر پہنچ گئی ہے؟ کیا یہ بات درست ہے؟ کیا یہ بات بھی درست ہے کہ معاشی ترقی کی شرح جو 5.8 تھی اب وہ کم ہو کر 3.9 ہو گئی ہے، کیا یہ بات بھی درست ہے کہ ڈالر کی قیمت جو ایک ریکارڈ اس میں اضافہ ہوا ہے، پیپلز پارٹی کی حکومت جب ختم ہوئی تھی تو ایک ڈالر سو روپے میں تھا، پاکستانی سو روپے میں اور جب پاکستان مسلم لیگ نون کی حکومت ختم ہوئی تو اس ڈالر کی قیمت 106 روپے تک تھی کیا، اب یہ واقعی سو چوالیس یا ساڑھے چوالیس پر پہنچ گئی ہے، یہ بات سچ ہے؟ سپیکر صاحب، اگر آپ تجزیہ کریں تو پچھلے نو مہینوں میں 140 پرسنٹ گیس مہنگی ہوئی ہے، ہمارے اس ملک میں، بجلی کی قیمتیں 40 پرسنٹ بڑھی ہیں۔۔۔۔۔

ایک رکن: سپیکر صاحب! کورم پورا نہیں ہے۔

سردار اورنگزیب: سپیکر صاحب، جو ڈیزل اور پٹرول چھیالیس روپے لیٹر تھا۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ جی، کاؤنٹ کریں۔

(اس مرحلے پر ممبران کی گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: دو منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری صاحب! کاؤنٹ کریں،

The quorum is not complete, 17 Members. The session is adjourned till 1.30 pm, tomorrow afternoon.

(اجلاس بروز منگل مورخہ 16اپریل بعداز دوپہر ایک بجکر تیس منٹ تک ملتوی ہو گیا)